

# جمہوریت ایک پرفریب طاغوتی نظام

ڈاکٹر سید محمد اقبال

چند ضروری باتیں  
محمد عبدالعزیز غازی؛ خطیب لال مسجد اسلام آباد

نوٹ؛ تمام دردمند مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کتاب کا  
ضرور مطالعہ کریں موجودہ جمہوری طاغوتی نظام کا  
بایکٹ کریں اور اسلامی انقلاب کی کوششیں تیز کریں۔

## ﴿انتساب﴾

پاکستان کے بننے سے لے کر آج تک جن لوگوں نے اس طاغوتی نظام کے خلاف قربانیاں دیں اور اب تک دے رہے ہیں خصوصاً شہدائے لال مسجد جنہوں نے طاغوتی نظام کے خلاف ایک مؤثر تحریک چلائی اور عظیم قربانیاں دے کر اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کر دی انشاء اللہ عنقریب اسلامی انقلاب آ کر رہے گا۔

نمبر	فہرست	صفحہ نمبر
۱	انتساب	2
۲	چند ضروری باتیں محمد عبدالعزیز غازی	4
۳	جمہوریت کیا ہے؟ کیا نہیں؟..... چند اصولی باتیں..... چند مختصر اشارے	10
۴	تصور حاکمیت..... جمہوریت بمقابلہ اسلام	14
۵	تصور قانون..... قوت فیصلہ..... اور قوت نافذہ کا اختیار	16
۶	جمہوریت..... خواہشات کی غلامی کا دوسرا نام	19
۷	اسلامی نظام اور جمہوریت تقابل کی چند مثالیں	21
۸	دولت، طاقت اور منافقت..... جمہوریت کا معیار انتخاب	24
۹	با کردار اور بد کردار..... جمہوریت کی نظر میں دونوں برابر	29
۱۰	اپنے منہ سے دعویٰ بقراطی..... اور وعدہ افلاطونی	33
۱۱	جمہوریت..... ملی وحدت اور ملکی وجود کے لیے زہر قاتل	36
۱۲	حرص دولت و اقتدار..... ظلم و جبر اور بد عنوانی کا عنوان	39
۱۳	اسلامی نظام بذریعہ ووٹ..... سب سے بڑا فریب	43
۱۴	اسلامی جمہوریت..... ایک اور خود فریبی	52
۱۵	خالد بن ولید محمد بن قاسم، اور صلاح الدین ایوبی، اسامہ بن لادن، علامہ عبدالرشید غازی، کے بیڑا انقلاب کے لیے کھڑے ہو جاؤ	57
۱۶	اسلامی انقلاب کے لیے کوشش کیوں فرض	60
۱۷	اسلامی نظام کا در در کھنے والوں سے چند ضروری گزارشات	61

## چند ضروری باتیں

پاکستان لاکھوں افراد کی قربانیوں سے اسلامی نظام کے لیے بنا تھا لیکن افسوس پاکستان کے بننے ہی ایک دجالی جمہوری نظام پاکستان میں نافذ کر دیا گیا جس کی وجہ سے پاکستان مسانکستان بن گیا یہ نظام اللہ تبارک و تعالیٰ کی حاکمیت کا انکار کرتا ہے اور یہ حاکمیت عوام کو دیتا ہے اس لیے اس جمہوری نظام کے پرستار سیاست دان سارا دن اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر عوام عوام کی رٹ لگاتے ہیں کہ عوام جو چاہے گی وہ ہوگا اور حقیقت میں یہ بھی دھوکہ اور فریب ہے سروے رپوٹیں آچکی کہ عوام کا ساٹھ فیصد حصہ انتخاب میں حصہ ہی نہیں لیتا اور شہری علاقوں میں رہنے والے پڑھے لکھے لوگوں کی بھی اکثریت انتخاب میں حصہ نہیں لیتی صرف اور صرف دیہاتوں کے لوگ انتخابات میں حصہ لیتے ہیں تو وہ بھی علاقے کے وڈیروں نوابوں کی دولت اور طاقت اور دہشت کی وجہ سے ووٹ میں حصہ لیتے ہیں جو ووٹ نہیں دیتا وہ اپنی طاقت اور دولت کے بل بوتے پر اس کی زندگی اجیرن کر دیتے ہیں جمہوریت کے اندر ملک کے موجودہ دیگر گوں مسائل کا حل قطعاً قطعاً نہیں ہے جمہوریت کے دعویٰ داروں سے ذرا سوال کیجئے کہ درج ذیل مسائل کا جمہوری حل کیا ہے تو وہ ان مسائل کا کوئی حقیقی حل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

۱..... ملک کے سودی نظام نے معیشت کا بیڑا غرق کر دیا ہے سودی نظام اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے اعلان جنگ ہے۔ سود سے چھٹکارے کا حل جمہوریت میں کیا ہے؟

۲..... کراچی میں ۲۵، ۳۰ سال سے قتل عام جاری ہے اس کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۳..... بلوچستان میں احساس محرومیت کے نتیجے میں ایک سخت قسم کی مزاحمت کا سامنا ہے اور بلوچستان تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے تو بلوچستان کو تباہی کے دھانے سے بچانے کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۴..... قبائل میں جو جنگ و جدل ہے اس کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۵..... پورا ملک چوروں اور ڈاکوؤں اور اغواء کاروں نے ریغمال بنا دیا ہے اس کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۶..... بچیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی کے واقعات بڑھ رہے ہیں عورتوں کے چہروں پر تیزاب پھینکنے کے واقعات میں بھی دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اس کا حل جمہوریت میں کیا ہے؟

۷..... اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے پانی کی شدید قلت ہو چکی ہے اور بجلی کی پیداوار متاثر ہو گئی ہے اور اس طرح گیس کی پیداوار بھی اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے متاثر ہو گئی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانی کو ختم کرنے کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۸..... پاکستان کے چینل انتہا درجے کی فحاشی اور عریانی پھیلا رہے ہیں اس طرح اخبارات اور رسائل بھی فحاشی اور عریانی پھیلا رہے ہیں تو جمہوریت کے حق میں دلائل دینے والے علماء اس کا جواب دیں کہ آئینی دائرے میں رہتے ہوئے اس فحاشی اور عریانی کو بند کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۹..... جب ملک کی عدالتوں میں انگریزوں کا بنایا ہوا طاغوتی نظام چل رہا ہو جس میں مقدمات پندرہ بیس سال چلتے ہوں اور مقدمات لڑنے کے لیے لاکھوں روپے کی ضرورت ہو تو جمہوریت کے دعویٰ دار بتائیں کہ اس کا حل جمہوریت میں کیا ہے؟

۱۰..... جمہوریت کے دعویٰ داروں سے یہ بھی سوال ہے کہ پاکستان بھر میں جو علماء طلباء تاجروں اور عوام کا قتل عام جاری ہے اور آئے دن ملک میں ان واقعات کے سد باب کے لیے ہڑتالیں اور مظاہرے کر رہے ہیں تو اس جمہوری طاغوتی نظام کے دیئے ہوئے ان احتجاجی تحفوں یعنی ہڑتالوں اور مظاہروں سے قتل عام کا سد باب ہو رہا ہے یا یہ ہے کہ مظاہرے اور ہڑتالیں ملک کو تباہی سے دو چار کر رہے ہیں اور قتل عام کا کوئی جمہوری حل نظر نہیں آ رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ ملک کے دگرگوں مسائل کا حل اس جمہوری طاغوتی نظام میں نہیں ہے بلکہ کائنات کے خالق و مالک اور کائنات کی کھر بہا کھر چیزوں کو بے عیب انداز میں تخلیق کرنے والے سارے عیبوں سے پاک اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیئے ہوئے نظام قرآن و سنت میں

ہے اسلامی نظام آئے گا قرآن و سنت کا نفاذ ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتیں ہماری طرف متوجہ ہوں گی بارشیں خوب ہوں گی تو پانی کا مسئلہ حل ہوگا بجلی کی پیداوار بڑھے گی فصلیں خوب اگیں گی معیشت بہتر ہوگی بجلی کی پیداوار بڑھے گی تو صنعتوں کا جو پہیہ جام ہے چل پڑے گا؟ قرآن و سنت کا نفاذ ہوگا تو کرپشن کا خاتمہ ہوگا ملک کی اضافی زمینیں غریبوں میں تقسیم کی جائیں گی تو غریبوں کا بوجھ کم ہوگا غریب دعائیں دیں گے ملک میں قصاص کا قانون ہوگا اور قاتلوں کو چند دن کے اندر میڈیا کے سامنے سزا دیتے ہوئے ان کا سر قلم کیا جائے گا تو ملک سے قتل و غارت گری کا خاتمہ ہوگا۔

اور چوروں اور ڈکیتوں کو چند دن میں پوری قوم کے سامنے سزا دیتے ہوئے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے تو پورے ملک میں چوری اور ڈکیتی کا خاتمہ ہوگا آج پورے ملک میں الزامات کا طوفان ہے غریبوں اور معصوموں پر اس کے سد باب کے لیے حد قذف کا اجراء کرتے ہوئے جب تہمت لگانے والوں کو ۸۰،۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے۔ تو تہمتوں کا یہ طوفان تھمے گا۔

اور جب پاکستان میں حقیقی معنوں میں اسلامی نظام نافذ ہوگا تو قبائل میں جاری تحریک طالبان اپنا رخ پاکستان سے موڑ کر دیگر کفریہ طاقتوں کی طرف متوجہ ہو جائے گی اور یہ آپس کی جنگ جس میں ماہانہ اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں اور ہزاروں جانیں ضائع ہو رہی ہیں اس کا خاتمہ ہوگا جب قرآن و سنت نافذ کر کے اہل بلوچستان کو ان کے حقوق قرآن و سنت کی روشنی میں دیئے جائیں گے تو بلوچوں میں احساس محرومی ختم ہوگا۔

جب بے حیائی اور فحاشی پھیلانے والے تمام لوگوں کو شرعی ضابطوں کا پابند کیا جائے گا اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جائیں گی تو بے حیائی و فحاشی و عریانی کا خاتمہ ہوگا اور بے حیائی و فحاشی کے خاتمے سے اللہ کی رحمت متوجہ ہوگی اور جب عورتوں کی چہروں پر تیزاب ڈالنے والے کے چہروں پر تعزیراً تیزاب ڈالا جائے گا تو کسی کو جرات نہیں ہوگی کہ وہ کسی کے

چہرے پر تیزاب ڈالے اور جب قرآن و سنت کو نافذ کرتے ہوئے ملک کے بدکاریوں زانیوں اور بدکاری کے اڈے چلانے والوں پر پوری قوم کے سامنے انہیں سنگسار کیا جائے گا انہیں کوڑے لگائیں جائیں گے تو پورے ملک میں بدکاری کے اڈوں اور زنا کا خاتمہ ہوگا جب پاکستان میں قرآن و سنت کا نفاذ کرنے کے بعد عدالتوں میں قرآن و سنت کا قانون چلے گا تو عوام کو سستا اور فوری انصاف مہیا ہوگا۔

کچھ حضرات اور علماء کا یہ کہنا ہے کہ پاکستان کا نظام اسلامی ہے قطعاً غلط ہے برطانوی نظام میں چند چیزوں کی پیوندکاری ضرور کی گئی ہے لیکن اصل بنیاد برطانیہ کا کالاقانون ہے اس لیے آج عدالتوں اور وکلاء کی الماریوں میں انگریز کی کتابیں نظر آئیں گی لیکن قرآن مجید، بخاری، ترمذی، مسلم، ابوداؤد، اور فقہ حنفی کی کوئی کتاب نظر نہ آئے گی۔

آخر میں میں تمام ان مسلمانوں سے جو دین کا درد رکھتے ہیں اور اسلامی نظام چاہتے ہیں ان سے گزارش کروں گا جمہوریت کے دعویداروں سے مذکورہ مسائل کا حقیقی حل طلب کریں اور اسلامی نظام کی کوشش کو تیز کریں اور اس کتاب کا مطالعہ کریں یہ کتابچہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے آج سے سولہ سال پہلے لکھا تھا جو باتیں انہوں نے سولہ سال قبل لکھی تھیں آج سولہ سال بعد اس طاغوتی، دجالی نظام کی وہ باتیں خوب واضح ہو کر قوم کے سامنے آچکی ہیں اس کتاب کو پڑھنا ہر اسلامی نظام چاہنے والے درد مند انسان کے لیے ضروری ہے اس کتاب کے مصنف سے رابطہ کرنے کی کوشش کی گئی رابطہ نہ ہو سکا مصنف سے انتہائی معذرت کے ساتھ ان کی اجازت کے بغیر یہ کتاب چند ناگزیر اور بہت سی مختصر تبدیلیوں کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے علماء کرام اور پروفیسروں، ٹیچروں سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو باقاعدہ مدرسوں اور سکولوں میں پڑھائیں اور اس طاغوتی نظام کا دجل فریب واضح کر کے نوجوانوں کو اسلامی نظام کی طرف راغب کریں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

فقط محمد عبدالعزیز غازی (حفظہ اللہ) خطیب لال مسجد اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں ہر طرف جمہوریت کا ڈنکا بڑے زور و شور سے بج رہا ہے۔ سرمایہ دار ہوں یا جاگیردار، حکمران ہوں یا حزب اختلاف کی جماعتیں، مذہبی رہنما ہوں یا ریاست کے عام باشندے۔۔۔ سب کے سب جمہوریت کی زلف گرہ گیر اور حسن سحر انگیز کی مکمل گرفت میں آچکے ہیں۔ جمہوریت کی بالادستی اور تقدس کے ترانے بڑی شان سے گائے جا رہے ہیں اور جمہوریت کے اصل مغربی دلال اور سرپرست ان ممالک پر جمہوریت کے تریاق کا یہ نسخہ استعمال کرنے کیلئے مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں، جو بوجہ اب تک اس کے "استفادہ" سے محروم ہیں۔

جمہوریت کے مدار یوں کا دجالی قافلہ ہے جس نے ہر کس و ناکس کو حیرت انگیز طور پر اپنے پیچھے لگا لیا ہے۔ اندھے جذبات کا ایک بے قابو سمندر ہے جو بڑے بڑے "مفکروں" اور "مدبروں" کے ہوش و حواس خس و خاشاک کی طرح بہائے لئے جا رہا ہے۔ جمہوریت کے "دیوتا" سے وابستہ کی جانے والی روٹی کپڑے مکان اور روشن مستقبل کی امیدیں ہیں جو جمہوریت کے بت کے آستھان پر لاکھوں انسانی جانوں کی بھیمنٹ چڑھائے جانے کے باوجود بھی پوری نہیں ہو رہی ہیں۔

یہ فتنہ خوشنما اور سراب حقیقت نما جمہوریت آخر ہے کیا چیز؟ شاید ہی چند مستثنیات کے علاوہ کسی نے سنجیدگی سے اس عقدہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہو۔ یا یہ جاننے کی زحمت گوارا کی ہو کہ تمام تر فلک شگاف دعوؤں کے برخلاف اس جمہوری نظام سے خیر کی بجائے ہمیشہ شر برآمد ہونے کی وجہ کہیں یہ تو نہیں کہ جو نظام ہمارا مطلوب اور صحیح معنوں میں خیر و فلاح کا سرچشمہ ہے، یہ وہ



نظام ہی نہ ہو۔۔۔ بس "لیڈران قوم" ہیں کہ برآمد شدہ نتائج سے قصداً چشم پوشی اختیار کر کے اور انجام سے بے خبر ہو کر جمہوریت کی پگڈنڈی پر اپنے اپنے عقیدت مندوں سمیت بگٹٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ مذہبی رہنما ہیں کہ ووٹ کے ذریعے اسلام کے نفاذ کا نعرہ لگا کر اور انقلاب کا بگل بجا کر پیچھے مڑ کر دیکھنے کے روادار نہیں۔۔۔ اور سادہ لوح عوام ہیں کہ اپنی جان و مال، عزت و آبرو اور ایمان و یقین کی دولت کا خراج دینے کے باوجود بھی کیکر کے اس کانٹوں بھرے درخت سے پھولوں کی تمنادل میں بسائے بیٹھے ہیں۔

زیر نظر تحریر میں جمہوریت کے اس ”بے نقاب بت“ کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کی تمام حشر سامانیاں اور فسوں کا ریاں نہایت واضح اور برہنہ ہونے کی حد تک عیاں ہیں لیکن عقل و خرد پر پڑے بے حسی کے پردوں اور آنکھوں پر براجمان مصلحتوں کی اپنی اپنی پسند کی رنگ دار عینکوں نے جمہوریت کی اس عریانی کو کئی خود ساختہ نقاب پہنائے اور رنگ چڑھادیئے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس تحریر کا اصل مقصد عقل و خرد سے مصلحتوں کے ان پردوں کو چاک کرنا ہے جو جمہوریت کے صنم اکبر کے واضح حقیقی خدو خال اور انسانی شعور کے درمیان حائل ہو رہے ہیں اور آنکھوں سے ان رنگین چشموں کو ہٹا دینا ہے جس کے پار دیکھتے ہوئے جمہوریت کی بھیا تک اور کر یہ صورت ہر کسی کو اس کی خواہش اور امید کے مطابق و موافق نظر آرہی ہے۔ تاکہ جمہوری نظام کے ذریعے اسلام نافذ کرنے والے لیڈروں کو جمہوریت کا اصل روپ دکھایا جا سکے۔۔۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جمہوری طوائف کے دالوں کو مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالنے سے روکا جاسکے۔۔۔ اور امت مسلمہ کے نوجوانوں کو کھوٹے اور کھرے اور حق اور باطل کا شعور دے کر ان کو حق اور باطل کے درمیان ازل سے جاری کشمکش کے ایک اور معرکے کیلئے تیار کیا جاسکے!!

جمہوریت کیا ہے؟۔۔ کیا نہیں؟۔۔۔

چند اصولی باتیں۔۔۔ چند مختصر اشارے

جمہوری نظام کی قباحتوں اور ایک طاغوتی نظام ہونے کے حوالے سے، منطقی طور پر کسی معاشرے پر مرتب ہونے والے اس کے حد درجہ ہلاکت خیز اثرات کا قدرے تفصیلی جائزہ لینے سے قبل مختصر نکات کی شکل میں جمہوری نظام کے اسلام بیزاری پر مبنی ان باغیانہ پہلوؤں کو ذہن میں رکھنا بہت ضروری ہے جن کی وجہ سے جمہوریت دور جدید کے سب سے بڑے بت کے طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت کے مقابل ابھر کر سامنے آتی ہے اور جو نہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے واضح احکامات اور حدود و قیود سے یکسر انکاری ہے بلکہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق بنیادی اور اساسی قوانین اور اصول بھی خود طے کرنے پر بضد ہے۔ اس دعویٰ فرعونیت کے ساتھ کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقابلے میں انسانی معاشرے کو زیادہ بہتر اور موجب فلاح نظام دینے کی اہل اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقابلے میں اس کی زیادہ حقدار ہوں۔ جمہوریت کی اللہ تبارک و تعالیٰ سے سرکشی کا یہ کھلا اظہار، جمہوریت کی طرف سے دعویٰ الوہیت کے واضح اعلان سے کسی طرح کم نہیں۔

o۔۔۔ پہلی اصولی بات یہ ذہن میں رکھئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک واحد برحق اور موجب فلاح و نجات نظام ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے اسلامی نظام! جس کی بنیاد کلام الہی اور واجب الاتباع ہستی محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر رکھی گئی ہے۔ اسی طرح قرآن کے سوا کسی اور انسانی قانون کو اپنا قانون سمجھ کر اس کے مطابق فیصلے کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کو قطعاً منظور اور ناقابل قبول ہے۔ انسانی قانون تو انسانی قانون اللہ تبارک و تعالیٰ مختلف زمانوں میں اپنے نبیوں اور پیغمبروں پر نازل کئے گئے اپنے ہی ان قوانین (تورات، زبور، انجیل اور دیگر صحیفوں) کو بھی یکسر ناقابل عمل قرار دیتا ہے جن قوانین میں انسانوں نے اپنی خواہشات کے مطابق قطع و برید اور تبدیلی کا ارتکاب کیا ہے۔ لہذا اس حوالے سے یہ اساسی نکتہ ذہن میں رہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ

کے نزدیک واحد قابل نفاذ نظام، اسلام اور واحد قابل عمل قانون، قرآن و سنت ہی ہے۔ اس کے علاوہ وہ تمام نظام اور قوانین جو انسانوں نے اپنی خواہشات اور ناقص عقل کی بنیاد پر تخلیق کئے، سب کے سب باطل، طاغوتی اور کافرانہ نظام اور قوانین ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ تمام نظام ہائے زندگی اور قوانین کسی بھی درجہ میں قبول و منظور نہیں۔

(۱)۔۔ اسلام میں حاکمیت کا حق صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے مختص ہے۔ جبکہ جمہوریت یہ حق اللہ تبارک و تعالیٰ کے بجائے عوام کو تفویض کرتی ہے۔

(۲)۔۔ اسلام میں قانون سازی کا حق صرف اللہ کے پاس ہے۔ اور فیصلہ قرآن و سنت کے قانون کے مطابق اور اسے ماخذ بنا کر ریاست کے صالح اور اہل افراد پر مشتمل شوریٰ کے ذمہ ہے۔ جبکہ جمہوریت نے قانون سازی اور فیصلہ کرنے کا اختیار انسانوں پر مشتمل پارلیمنٹ کے سپرد کر دیا ہے۔

(۳)۔۔ اسلام میں کسی امر کے جائز یا ناجائز، حلال اور حرام اچھے یا برے کا فیصلہ احکامات الہی اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں کیا جاتا ہے اور اس فیصلہ میں معیار کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ جبکہ جمہوریت میں اسلام کے برخلاف کسی امر سے متعلق فیصلہ اکثریت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اور معیار کو یکسر نظر انداز کر کے مقدار کو ترجیح دی جاتا ہے۔ چاہے اکثریت کا یہ فیصلہ سود کے حق اور مردوں کے باہمی جنسی تعلق کی تائید ہی میں کیوں نہ ہو۔ فیصلہ بہر حال مقداری مانا جائے گا۔ معیاری نہیں!۔

(۴)۔۔ اسلام سختی کے ساتھ خواہشات کی تابعداری کرنے سے منع کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جبکہ جمہوریت کا پورا نظام عوام کی جائز و ناجائز خواہشات پورا کرنے کو ہی اصل مدعا اور حاصل بلکہ مقصد زندگی قرار دیتا ہے۔

(۵)۔۔ اسلام کسی بھی منصب اور عہدہ کیلئے معیار انتخاب تقویٰ، علم، اہلیت اور کردار کی پختگی جیسے اعلیٰ خصائل کو مقرر کرتا ہے۔ جبکہ جمہوری نظام میں کسی منصب اور عہدہ پر فائز ہونے کیلئے ان

اوصاف حمیدہ کی طرف خاص کوئی ضرورت سرے سے محسوس ہی نہیں کی جاتی بلکہ اس کیلئے دولت، طاقت اور منافقت میں مہارت کا ہونا شرط اولین ہے۔

(۶)۔۔۔ اسلام میں ریاستی امور انجام دینے والے افراد کے چناؤ کیلئے عوام سے باقاعدہ رائے لینے کا کوئی تصور موجود نہیں۔ بلکہ یہاں بھی معیار اہلیت کردار اور اسلام سے ذہنی اور عملی وابستگی قرار پاتا ہے۔ اور جمہوریت اسلام کے ان تمام حدود و قیود کو یکسر مسترد کر کے ریاست کے ہر اچھے برے، با کردار و بد کردار اور عالم و جاہل کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتی ہے۔

(۷)۔۔۔ جن معاملات میں رائے یا گواہی دینا ضروری ہو وہاں بھی اسلام گواہی صرف معاملہ فہم، صاحب عمل اور فقیہ و فاجر سے اجتناب کرنے والے افراد ہی کو رائے اور گواہی دینے کا اہل سمجھتا ہے۔ جبکہ جمہوریت کے خارنا پر سان میں ہر ایرا غیرا تھو خیرا بد کردار، زانی، شرابی، اسمگلر، چور، ڈاکو، سب کے سب رائے دے کر اپنا یہ شوق پورا کر سکتے ہیں، اور فلاح کے دعویدار اس پورے جمہوری نظام پر اثر انداز ہونے کا پورا حق رکھتے ہیں۔

(۸)۔۔۔ اسلام میں ریاست کا کوئی بھی اعلیٰ سے اعلیٰ عہدیدار یہاں تک کہ امیر ریاست بھی عدالت اور قانون کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔ جبکہ جمہوریت میں قانون اور عملا ملک کے کسی بھی باختیار اور مقتدر شخصیت کو قانون سے بالاتر اور محاسبے کے عمل سے یکسر آزاد سمجھا جاتا ہے۔

(۹)۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اسلامی نظام کے بالفعل نفاذ کو اپنی ربوبیت کا حق اولین اور اپنے بندوں کی بندگی کا ناگزیر تقاضا گردانتا ہے۔ جبکہ جمہوریت اسلام کے نفاذ کو انتخابات کے عمل سے گزارنے سے عوام کی پسند و ناپسند پر چھوڑ دینے اور مزید یہ کہ اسلام کی بالادستی کو عوام کی اکثریت کی تائید سے مشروط کر دینے کے قیود لگا کر اسلام کے نفاذ کا راستہ عملا مسدود اور مسلمانوں کے ایمان اس بنیادی تقاضے کی تکمیل کو ناممکن بنا دیتی ہے۔

(۱۰)۔۔۔ اسلام کسی فرد کی طرف سے کسی منصب یا عہدہ کیلئے خود کو پیش کرنے کے طرز عمل کو اس منصب اور عہدہ کیلئے اس فرد کی نااہلیت قرار دیتا ہے اور معاشرے کا عام اخلاق بھی کسی فرد کے

اپنے منہ میاں مٹھو بننے کے طرز عمل کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ جبکہ جمہوریت کی لنگا یہاں بھی الٹی سمت بہتی نظر آتی ہے۔ اور کوئی بھی نا اہل سے نا اہل شخص کسی بھی عہدے، یہاں تک کہ صدارت کیلئے بھی خود کو پیش کر سکتا ہے اور اپنے ہی منہ سے اپنے بارے میں دعویٰ ہائے افلاطونی کے انبار لگا سکتا ہے۔

.....☆☆☆.....

## تصور حاکمیت۔۔۔۔۔ جمہوریت بمقابلہ اسلام

قرآن کے مطابق حاکمیت کا کلی اختیار صرف اللہ تبارک و تعالیٰ وحدہ لا شریک کیلئے مخصوص ہے۔ قیامت تک پوری انسانیت کیلئے باعث رشد و ہدایت اور اللہ کے ابدی قانون قرآن کی سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۴۰ ملاحظہ کیجئے۔ جس میں واضح طور پر منادی کرائی گئی ہے کہ:

إِنِ الْحُكْمُ لِلَّهِ

"حق حکومت صرف اللہ ہی کیلئے ہے۔"

اور اس حق حکومت کو کسی اور کو تفویض اور منتقل کرنا تو درکنار اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اس حق حاکمیت میں کسی کو شریک کرنے کا بھی روادار نہیں۔

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا (الکھف ۲۶)

”اور اللہ اپنے اس حق حاکمیت میں کسی کو شریک نہیں کرتا“

اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس حق حاکمیت میں کسی ایرے غیرے کی شرکت اور عمل دخل کا سوال تو رہا ایک طرف اللہ اپنے کسی نبی اور پیغمبر کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ لوگوں کو اللہ کے بجائے اپنا بندہ بنائے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ

لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللَّهِ (آل عمران ص ۷۹)

یہ کسی بشر کیلئے جائز نہیں کہ اللہ اس کو کتاب اور حکمت دے اور اسے پیغمبر بنائے

اور پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ

قرآن کی رو سے کسی ریاست کا امیر یا سربراہ ایک خلیفہ کی حیثیت سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نظام کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں پر نافذ کرنے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے قانون کے مطابق ان کے فیصلے کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نظام اور قانون میں اپنی خواہشات کے پیوند لگانے کی ہرگز اجازت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اس امر کا مجاز ہوتا ہے کہ اللہ

تبارک وتعالیٰ کے نظام اور قانون کی جگہ کوئی دوسرا نظام اور قانون اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں پر مسلط کر دے۔

جب پوری کائنات، زمین و آسمان، تمام موجودات اور انسانوں کا خالق وہی ہے، رازق وہی ہے مالک اور پالنے والا بھی وہی ہے۔۔۔ تو پوری کائنات اور اس کے چپے چپے کی حکمرانی کا حقدار بھی وہی ہے۔۔۔ اپنے بندوں کو اپنے نظام کے تابع بنانے کا مجاز بھی وہی ہے۔۔۔ اور پوری انسانیت کیلئے قانون تجویز کرنے کا اختیار رکھنے والا بھی وہی ہے۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقابلے میں حاکمیت کا دعویٰ کرنے والے یا حاکمیت کے اس اختیار کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بجائے کسی اور کو تفویض کرنے والے ہی دراصل اللہ تبارک وتعالیٰ سے صریحاً بغاوت کرنے والے باطل و طاغوت اور ان کے نظام و قانون کفریہ اور طاغوتی نظام و قانون کہلاتے ہیں۔

جمہوریت اللہ تبارک وتعالیٰ سے بغاوت کر کے اس کے حق حاکمیت کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتی ہے۔ جمہوریت حاکمیت کا یہ حق اللہ تبارک وتعالیٰ سے لے کر عوام کے حوالے کر دیتی ہے۔ اور اپنے اس تصور حاکمیت کا بالکل واضح اور دو ٹوک اعلان کر کے، عوام کی حکومت عوام کے ذریعے عوام کیلئے کاغذ پر بلند کرتی ہے۔ جو قرآن کے تصور حاکمیت کے بالکل برعکس اور اختیار حاکمیت کے حوالے سے دعویٰ الوہیت کے مترادف ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے جمہوریت اللہ تبارک وتعالیٰ کی الوہیت کے تقاضوں سے یکسر انکاری ہو کر خود اللہ بننے کے زعم میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے بغاوت کی یہ روش مزید آگے بڑھ کر نئے گل کھلاتی ہے۔

.....☆☆☆.....

## تصور قانون۔ قوت فیصلہ۔ اور قوت نافذہ کا اختیار

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ کو ان کا قانون اور ماخذ قانون قرار دیا ہے۔ اور اسی قانون کے مطابق فیصلے کرنے اور نہ کرنے ہی کو ایمان اور کفر کے درمیان حد امتیاز مقرر کیا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (مائندہ ۴۴)  
اور جو کوئی فیصلہ نہ کرے اس (قرآن) کے مطابق جو کہ اللہ نے اتارا ہے تو پس وہی لوگ کافر ہیں۔  
وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (مائندہ ۴۵)  
اور جو کوئی فیصلہ نہ کرے اس (قرآن) کے مطابق جو کہ اللہ نے اتارا ہے تو پس وہی لوگ ظالم ہیں۔  
وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (مائندہ ۴۷)  
اور جو کوئی فیصلہ نہ کرے اس (قرآن) کے مطابق جو کہ اللہ نے اتارا ہے تو پس وہی لوگ نافرمان ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسری طاقت نہ تو انسانوں کو کوئی قانون دینے کی مجاز ہے اور نہ ہی اس کی اہل۔ خالق و مالک اور مدبر السموات والارض ہونے کے حوالے سے اللہ تبارک و تعالیٰ ہی اس حقیقت کو زیادہ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ جس انسان کو اس نے تخلیق کیا، اس انسان کے نفسیات، جذبات اور جسمانی ساخت کے حوالے سے اس کی انفرادی اور اجتماعی ضروریات کیا ہیں۔۔۔؟ کن قواعد و ضوابط کے تابع ہو کر وہ اپنی زندگی بہتر انداز میں گزار سکتا ہے۔۔۔؟ معاشرے کے دوسرے افراد سے اس کے تعلق کی بنیاد کیا ہو۔۔۔؟ اس کی معیشت، سیاست، تجارت، تعلیم، انصاف، جنگ، امن اور عبادات کے طور طریقے اصول و ضوابط حدود و قیود کیا ہوں۔۔۔؟ اس کا نظام اخلاق کن خطوط پر استوار ہو۔۔۔؟ اور وہ اپنے فطری جذبات کی تسکین کن حد بند یوں کے اندر رہ کر حاصل کرے۔۔۔؟

ان ہی ضابطوں اصولوں طور طریقوں حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز اور حدود و قیود کا نام قانون ہے جو کسی نظام کی بنیاد بنتا ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک یہ قانون صرف



اور صرف قرآن و سنت ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے ناقص، خام اور بے وقعت ہے۔۔۔ عقل ناچختہ و نارسا کی پیروی اور خواہشات نفسانی کی غلامی۔۔۔ جو اللہ کے ہاں ناقابل قبول اور نامنظور ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قوت فیصلہ اور قوت نافذہ کا اختیار قرآن و سنت کے مطابق فیصلے کرنے کے پابند اس شوریٰ کے حوالے کرتا ہے، جن کے اراکین تقویٰ اسلام سے ذہنی اور عملی وابستگی اپنے شعبہ سے متعلق مہارت اور کردار کی پختگی کے اعتبار سے نمایاں اور ممتاز مقام کے حامل ہوں۔

جبکہ جمہوریت عملاً قرآن و سنت کو ملک کا قانون تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔ اور قرآن و سنت کا متبادل قانون بنانے کا اختیار پارلیمنٹ کے سپرد کر دیتی ہے۔ ملک کا پورا نظام اور تمام شعبہ ہائے زندگی جمہوریت کے اپنے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق چلائے جاتے ہیں۔ جس میں عدالتی نظام سے متعلق قوانین بھی شامل ہیں۔ اگر کسی نئے قانون کو بنانے یا پہلے سے نافذ قوانین میں اصلاح و ترمیم کی ضرورت درپیش ہو تو اس کیلئے بھی قرآن کی طرف نہیں بلکہ پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت کی کسوٹی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جو یہ کام اپنی ذاتی پسند و ناپسند اور ذاتی مفادات اور خواہشات کے زیر اثر رہ کر سرانجام دیتی ہے۔ قوت فیصلہ اور قوت نافذہ کا اختیار ان افراد کے ہاتھ میں ہوتا ہے جنہیں اسلام کے بتائے ہوئے معیار کو یکسر نظر انداز کر کے منتخب کیا جاتا ہے۔

جمہوریت میں ملک کا کوئی شعبہ قرآن و سنت کے قوانین کے مطابق نہیں چلایا جاتا۔۔۔ ملک کا تعلیمی نظام قرآنی اصولوں کے برخلاف مغربی طرز پر ترتیب دیا جاتا ہے۔ جو کچھ مسلمان مجاہد محب وطن خود دار، پر اعتماد، غیرت مند اور با حیا سپوتوں کے بجائے صرف پیٹ کے پجاری، اسلام بیزار، ملک دشمن، مغرب پرست، چا پلوس، ذہنی غلام، اداکار، مراٹھی، بے حیا، بد کردار اور لیلیٰ مجنون کی کھیپ تیار کر رہا ہے۔۔۔ ملکی معیشت میں سودر یڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کر رہا ہے۔۔۔ وہ سود! جس میں ملوث افراد کے بارے میں قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے۔ کہ

اگر تم سود کے اس کاروبار کو چھوڑ دینے پر تیار نہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔

**فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ. (بقرہ، ۲۷۹)**

ملک کے اخلاقی ڈھانچے کی تعمیر کی ذمہ داری پریس، الیکٹرانک میڈیا، ڈش اور وی سی آر کے حوالے ہے۔ جو عشقیہ ڈراموں، جنسی تحریروں، سیکسی تصویروں اور مادر ذاذنگی فلموں کے ذریعے قوم کے اخلاقی ڈھانچے کی تباہی کا کام زور و شور سے کر رہے ہیں۔۔۔ ملک کی خارجہ پالیسی ہر طاقتور کے سامنے دو زانو بیٹھ جانے کے ”اصول پر استوار! جبکہ داخلہ پالیسی ہر کمزور کو کچل کر رکھ دینے اور طاقت کی زبان میں بات کرنے کے فرعونی نسخے کے مطابق ترتیب دی گئی ہے۔۔۔ ملک کا نظام انصاف موم کی ناک کے مانند ہے، جو طاقت اور دولت کے ذریعے جس طرف چاہیں موڑی جاسکتی ہے۔۔۔ ملک کی عدالتیں لارڈ میکالے کے کالے قوانین کے مکمل قبضہ میں! اور قرآن ان عدالتوں کے حکم ملک بدری کے شتاب کا نشانہ بنا ہوا ہے۔۔۔!!

یہ جمہوریت، تصور قانون، قوت فیصلہ اور قوت نافذہ سے متعلق ایک اجمالی خاکہ ہے جس میں ہر شخص اپنے تجربات اور مشاہدات کے مطابق تفصیلات کے رنگ بھر سکتا ہے اور اپنے تجربات و مشاہدات کے رنگ بھرنے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ اس خاکہ کے تمام رنگوں میں قرآن کا کوئی رنگ! اور سنت نبوی ﷺ کا کوئی نقش موجود نہیں ہوگا۔!!

.....☆☆☆.....

## جمہوریت۔۔۔ خواہشات کی غلامی کا دوسرا نام

اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسی فرد یا حکمران کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اپنے طور پر اپنی خواہشات اور دیگر مصلحتوں کے پیش نظر کسی چیز یا امر کو جائز یا ناجائز، حلال یا حرام اور مضر یا مفید قرار دینے کا فتویٰ صادر کر دے یا وہی کچھ کرتا پھرے جو اسے اپنی عقل و فہم کے مطابق بظاہر اپنے مفادات کے حصول کا باعث نظر آئے۔ کسی چیز یا فعل کو حلال و حرام یا جائز و ناجائز قرار دینا اختیارات الوہیت میں سے ایک اختیار ہے۔ اور اسی اختیار و صفت کے مالک ہی کو الہ کہا جاتا ہے۔ یہ اختیار صرف اور صرف رب کائنات اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسری طاقت اس بات کی مجاز نہیں کہ وہ اس خالص اختیار الہی میں کسی قسم کا تصرف کرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی اس بات کا اختیار رکھتے ہیں کہ وہ جس چیز کو چاہے اپنے بندوں پر حرام کر دے۔ جس چیز کو چاہے حلال کر دے۔ جس کام سے چاہے لوگوں کو منع کر دے اور جس امر کو چاہے کرنے کا حکم صادر کر دے۔

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ (مائدہ۔ ۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ حکم کرتا ہے جو چاہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر نہایت واضح الفاظ میں اللہ کے اس اختیار کی وضاحت کی گئی ہے۔ اور انتہائی صراحت اور وضاحت کے ساتھ ان امور اور افعال کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن امور اور افعال کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حرام اور ناجائز قرار دے کر انسانوں کو ان سے اجتناب کی تلقین ہے اور ساتھ ہی ان امور اور افعال کا بھی تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کیلئے جائز اور حلال ٹھہرائے ہیں۔

قرآن کریم نے نہ صرف یہ کہ اپنی خواہشات اور مفادات کی پیروی کرنے سے منع کیا ہے بلکہ کسی دوسرے فرد، جماعت یا ریاست کی خواہشات اور مفادات کو پورا کرنے کیلئے بھی قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دی کہ اس مقصد کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود اور ضابطوں کو پھلانگ لیا جائے۔ لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں خبردار کیا اور ایسا

کرنے کی صورت میں ظلم کے مرتکب ہو جانے کی خبر دی:

وَلَكِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ (البقرہ ۱۴۵)  
(اے نبی ﷺ) اگر آپ نے ان کی خواہشات کی تابعداری کی اس علم کے بعد جو تمہیں پہنچا تو بے شک آپ اس وقت ظالموں میں سے ہوں گے۔

اسلام افراد، معاشرے اور ذمہ داران حکومت کو قرآنی ضابطوں، قوانین اور حدود و قیود کے سانچے میں ڈھال کر انہیں ایک منظم، انصاف پر قائم پرامن اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کیلئے سرگرم ایک مستحکم اور مضبوط اکائی میں تبدیل کر دینا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ نہ صرف اس دنیا کے اندر امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں بلکہ آخرت میں بھی فلاح و نجات ان کا مقدر ٹھہرے۔

جمہوریت معاشرے کے ان تمام اعلیٰ و ارفع مقاصد کو نظر انداز کر کے ان تمام قرآنی ضابطوں اور اسلامی اصولوں کو عضو معطل بنا کر رکھ دیتی ہے اور پورے معاشرے کو نہایت حقیر ذاتی اور نفسانی خواہشات کا غلام بنا کر اصول بے لگامی کے مہیب دیو کے ذریعے اسے انار کی بے چینی فسطائیت اور انتشار کی کیفیت سے دوچار کر دیتی ہے۔

جمہوری تجزیہ کاروں نے انسان کی نفسانی کمزوریوں کا خوب خوب فائدہ اٹھا کر عوام کی خواہشات اور ان کی تکمیل کے نعرے کو جمہوریت کے بنیادی اصولوں میں شامل کر دیا جو بظاہر تو بڑا دلفریب اور خوشنما نعرہ نظر آتا ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ جمہوریت جن خواہشات کے احترام اور تکمیل کا وعدہ عوام کے ساتھ کرتی ہے ان سے مراد وہ جائز خواہشات ہرگز نہیں ہوتیں جو اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے قرآن و سنت کے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کے واضح احکامات کا لحاظ رکھ کر پوری کی جاسکتی ہوں۔ بلکہ خواہشات سے جمہوریت کا منشاء و مدعا وہ نفسانی، جنسی، ہفلی اور دیگر حقیر و ادنیٰ ناجائز خواہشات ہوتی ہیں جن خواہشات کو قابو میں رکھنا ایک صالح معاشرے کے قیام کیلئے نہایت ضروری اور قرآن و سنت کی حکیمانہ تعلیمات کا بنیادی مقصد ہے۔

.....☆☆☆.....

## اسلامی نظام اور جمہوریت تقابل کی چند مثالیں

عورتوں کو پردہ کرانا ان کو گھروں کی زینت بنانا اور ان سے بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا کام لینا قرآن و سنت کے صریح دلائل سے ثابت ہے۔ لیکن اسلام جس صنف کو حیا کا پیکر بنانا چاہتا ہے، جمہوریت اسے زیب محفل اور معاشرے کے ہر کاروبار کا شو پیس بنا کر بے حیائی پھیلانے کا چلتا پھرتا شیطانی پرزہ بنانا چاہتی ہے۔۔۔۔۔ اسلام عورت کی جس گود کو بچوں کی ابتدائی درس گاہ قرار دیتا ہے جمہوریت اس گود کو کسی نامحرم کی موجودگی سے گرم رکھنے کی برسر عام ترغیب دیتی ہے۔۔۔۔۔ اسلام نے شرم و حیا اور عفت و عصمت کو جس حوا کی بیٹی کا زیور بتایا ہے جمہوریت نے حوا کی اس بیٹی کو جنسی خواہشات بھڑکانے اور ان خواہشات کو تسکین فراہم کرنے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔۔۔۔۔ وہ صنف نازک جسے اسلام اس کی فطری کمزوریوں اور مجبوریوں کے باعث گھرداری تک محدود کرنا چاہتا ہے، جمہوریت اسے گھر کی چہار دیواری سے باہر دھکیل کر اس کے کندھوں پر معاش کا بوجھ گراں لادنے پر بضد ہے۔۔۔۔۔ قرآن نے مرد کو جس عورت کا نگہبان اور محافظ مقرر کیا ہے جمہوریت اس عورت سے پورے ملک کی نگہبانی کا کام لے کر اسے مرتبہ حکمرانی پر فائز کرتی ہے۔۔۔۔۔ اسلام ہر قسم کے بے حیائی کے کاموں سے منع کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ نامحرم عورتوں اور مردوں کے اختلاط کے مواقع پیدا نہ کئے جائیں۔۔۔۔۔ بے حیائی نہ پھیلانی جائے۔۔۔۔۔ زیب و زینت کا اظہار نہ کیا جائے۔۔۔۔۔ لیکن جمہوریت پورے ملک کو بدکاری کا اڈہ بنانے کے منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ ریڈیو، ٹی وی چینل، موبائل، انٹرنیٹ، فحش رسالوں، کی بہتات کے ذریعے اور فلم کے ذریعے لوگوں کو صنف مخالف سے عشق لڑانے کے طریقے صراحت کے ساتھ سکھائے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ مسلمان نوجوانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ جب ایک نوجوان لڑکی اور لڑکے کی آنکھیں چار ہوتی ہیں تو وہ کس طرح ناپچنے اور گانے لگتے ہیں، کن الفاظ میں ایک دوسرے سے اظہار محبت کرتے ہیں اور اگر اسلام کی اقدار ان کے راستے میں حائل ہوں تو شرم و حیا کو کس طرح اللہ حافظ کہہ کر اور تمام ضابطوں کے بندھن توڑ کر آپس میں یک جان دو قالب ہو

سکتے ہیں۔

اسلام معاشرے میں پاکیزہ اقدار و خیالات کی ترویج کی تعلیم دیتا ہے۔ جبکہ جمہوریت تمام اشاعتی اور نشریاتی ذرائع کو کام میں لا کر عریاں تصاویر، عشق و محبت کی کہانیوں اور دیگر بے شمار طریقوں سے پورے معاشرے کو سفلی جنونیت میں مبتلا کر کے اسے ایک جنس زدہ معاشرے میں تبدیل کرنے کا واضح پروگرام رکھتی ہے۔ اسلام فحاشی کے روک تھام کے پیش نظر جنس مخالف کو نظر اٹھا کر دیکھنے کا روادار نہیں اور جمہوریت کے دلائل وی، سی، آر۔ ٹی وی چینلز، موبائل اور ڈش انٹینا، اور کیبل انٹرنیٹ کیفے پر زنا کے کھلم کھلا مناظر دکھا کر پوری قوم کو بدکاری بے حیائی اور بے غیرتی کی اس روحانی موت مار دینا چاہتے ہیں جس کے بعد جسمانی زندگی کی کوئی حقیقت اور کوئی اہمیت باقی نہیں رہ جاتی۔

ملک پر قابض جمہوری حکومتوں کی طرف سے کئے جانے والے وہ خلاف اسلام اقدامات جو آہستہ آہستہ معاشرے کا مجموعی مزاج بن چکے ہیں ان کے بارے میں تو جمہوری دلائل کسی قسم کی کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے لیکن وہ واضح خلاف اسلام فیصلے اقدامات اور منصوبے جن کے بارے میں ابھی معاشرے کے کچھ طبقات میں رد عمل کا امکان پایا جاتا ہو ان کو مختلف حیلوں بہانوں سے تکمیل تک پہنچانے کی منظم کوششیں کی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن کے صریح اور واضح احکامات بھی اگر ان کی خواہشات کی تکمیل میں راستے کا روڑہ بن جائیں تو یہ جمہوری حکومتیں ایسے قرآنی احکامات کو ظالمانہ، وحشیانہ، فرسودہ دقیانوسی اور غیر منطقی کہہ دینے سے بھی گریز نہیں کرتیں اور اگر اپنے کچھ شیطانی کرتوتوں کو قرآن سے ثابت کرنے کا سودا دل میں سما جائے تو گلوکاری، اداکاری اور نامحرم افراد کے دل خوش کرنے کو بھی عبادت کے اعلیٰ مقام پر فائز کرنے کی جسارت کر کے بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے قہر و غضب سے ذرا برابر خوفزدہ نہیں ہوتے، ایک مرد کیلئے چار بیویوں کی قرآنی اجازت کے مقابلے میں ایک عورت کیلئے چار قانونی شوہروں کا مطالبہ جنسی طلب کے غلبے کو دلیل بنا کر کیا جاتا ہے اور ایک گلوکارہ اپنے بھائی کو اپنے شوہر کے روپ

میں دیکھنے کیلئے دنیا کے اس مذہب کی تلاش میں سرگرداں نظر آتی ہے جو مذہب اس کی اس مطلق حیوانی خواہش کو جائز قرار دے۔!

معاشرے کے ہر شعبہ زندگی سے متعلق ایسی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ جہاں اسلام کسی چیز یا فعل کو ناجائز اور حرام بتاتا ہے وہاں شیطان کا یہ اصل نمائندہ جمہوری نظام پوری معاشرے کو وہ امر ممنوعہ کر گزرنے کی تلقین کرتا ہے بلکہ مختلف شیطانی حربوں کے ذریعے لوگوں کو اس امر منکر میں مبتلا ہو جانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

یہ ہے ہم سب کے مطلوب و مقصود اور واجب الاحترام جمہوریت کے روشن چہرے کا ایک اور تاریک پہلو جو ہے تو بالکل عیاں اور واضح لیکن بے حسی اور منافقت کے دیز پر دے ہماری بصیرت اور اس کے بھیا تک چہرے کے درمیان حائل ہو گئے ہیں جس نے جمہوریت کے اس غلیظ پہلو کو اپنی برہنگی کے باوجود بھی ہم سے چھپا رکھا ہے۔

.....☆☆☆.....

## دولت، طاقت اور منافقت۔۔۔ جمہوریت کا معیار انتخاب

قرآن کے ابدی قانون اور سنت نبوی ﷺ کی رو سے کسی اسلامی ریاست کے کسی بھی منصب اور عہدے کیلئے اس منصب اور عہدہ سے متعلق مہارت اسلام سے گہری نظریاتی اور عملی وابستگی دیانتداری، ایمانداری اور کردار کی پختگی لازمی اور ضروری شرائط ہیں۔ کیونکہ ان شرائط کی غیر موجودگی میں کسی فرد کا اسلامی ریاست سے متعلق کسی منصب کے تقاضوں پر پورا اترنا ممکن ہی نہیں۔

کسی چور کو گھر کی رکھوالی کی ذمہ داری نہیں سونپی جاسکتی۔۔۔ کسی ڈاکو سالار کا قافلہ نہیں بنایا جاسکتا۔۔۔ کسی جلا کو مسیحا کے مقام پر نہیں بٹھایا جاسکتا۔۔۔ کسی زانی سے قوم کی بیٹیوں کی عزت کی رکھوالی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔۔۔ کسی بد کردار کو قوم کے کردار بنانے والے معلم کے مقام پر تعینات نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ کسی بت پرست کو درس توحید کیلئے برسر منبر نہیں بٹھایا جاسکتا۔۔۔ بھلا کوئی ڈاکٹر کسی وکیل۔۔۔ کوئی وکیل کسی صحافی۔۔۔ کوئی صحافی کسی انجینئر۔۔۔ کوئی انجینئر کسی تاجر۔۔۔ اور کوئی تاجر کسی ڈاکٹر کی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں کیسے نباہ سکتا ہے۔۔۔؟؟

لیکن جمہوری ڈرامے کا یہ سین بھی ہر قسم کے قید و بند اور اصولوں و ضوابط سے آزاد ہے۔ جمہوریت کی اس اندھیر نگری میں جب انتخابات کا بازار بچتا ہے تو تعلیم کی وزارت اکثر کسی جاہل کے حصہ میں آتی ہے جسے سورۃ اخلاص تک نہ آتی ہو۔

۔۔۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی چئیر مین شپ کی دستار فضیلت اس علامہ کے سر باندھ دی جاتی ہے، جسے قبلہ رخ بھی ٹھیک طریقے سے معلوم کرنا نہ آتا ہو امور داخلہ کی وزارت کا در دسر اس منتظم کے حوالے کر دیا جاتا ہے جس کی اپنی زبان اس کے قابو میں نہیں آتی۔۔۔ وزیر خزانہ اس ماہر اقتصادیات کو بنایا جاتا ہے جو اپنے گھر کا بجٹ بھی بیرونی مالیاتی اداروں کے مشوروں سے چلاتا ہو۔۔۔ امور خارجہ کا قلمدان اس والا صفات کے ذمہ لگایا جاتا ہے جو گھر کا بھیدی اور دشمنوں کا وفادار ہو۔۔۔ چور کو پورے ملک کے سیاہ و سفید کا مالک! اور کسی دھوکے باز کو وزیر انصاف مقرر



کردیا جاتا ہے۔

ملک اور قوم کے ساتھ یہ سنگین مذاق اس لئے ہوتا ہے کہ جمہوری نظام کے وہ معیار نہیں جو اسلام نے متعین کئے ہیں۔ جمہوریت کے نزدیک ریاست کے کسی بھی منصب کے لئے ضروری شرائط اور چناؤ کے پیمانے دولت طاقت اور منافقت ہیں۔ جو شخص جتنا جھوٹ بولے گا۔ جتنے جھوٹے وعدے کرے گا۔ اور یہ کام جتنی مہارت اور اعتماد سے کرے گا۔ عوام کی بھوک پیاسی نگی اور سادہ لوح اکثریت اس سے اس قدر زیادہ متاثر ہوگی، اسے زیادہ ووٹ ملیں گے اور وہ بہت آسانی سے پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہو جائے گا۔ چاہے حقیقی معنوں میں وہ اس قابل بھی نہ ہو کہ اسلام کے معیار انتخاب کی کسوٹی پر کھنے کے بعد کسی دفتر کا چہرہ اسی منتخب ہو سکے۔

جس کے پاس دولت کی فراوانی ہو چاہے وہ علم و عقل اور فہم و فراست کی دولت سے تہی دامن ہی کیوں نہ ہو۔ اپنی کچھ دولت ووٹ خریدنے کیلئے وقف کر دے، کچھ دولت چند نمائشی فلاحی کاموں میں خرچ کر دے اور کچھ دولت سے افسران بالا کی جیبیں گرم کر دے تو پارلیمنٹ کی نشست اس کی جیب میں ہوگی۔ رہی وہ دولت جو اس نے نمائشی ڈرامہ بازی اور دیگر انتخابی اخراجات میں خرچ کی ہے تو وہ منافع بخش کاروبار میں انویسٹ کیا ہوا وہ اصل زر ہے جسے وہ مسلسل پانچ سال تک کئی سو گنا منافع کے ساتھ کبھی ملک و قوم کے منصوبوں میں غبن کر کے اور کبھی گھوڑا اور لوٹا بن کر وصول کرتا رہے۔

اگر کسی رہبر نماڈاکو یا ڈاکو نما رہبر کے دل میں پارلیمنٹ کی نشست حاصل کرنے کا سودا سمائے تو کرائے کے چند کلاشنکوف برداروں کا بندوبست کر کے پارلیمنٹ کی ایک نشست ہی کیا شہریوں کو ریغمال بنا کر کئی نشستیں دولت سمیت خراج کے طور پر وصول کر سکتا ہے۔ طاقت کے اس اکسیر نسخہ کے استعمال سے ایسے رہبر نماڈاکو جب پارلیمنٹ کے معزز رکن منتخب ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد لمبی سی کارپرایم این اے یا ایم پی اے کی نمبر پلیٹ لگا کر وہ یہ دونوں کام زیادہ منظم وسیع پیمانے پر اور سائنٹیفک انداز میں کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں

---یعنی---

ڈاکہ زنی بھی اور ڈاکوؤں کی رہبری بھی!!

اور جب معیار انتخاب دولت طاقت اور منافقت ٹھہریں تو ان تینوں صلاحیتوں میں کمال مہارت اور استعداد کے حصول کیلئے پورے معاشرے میں مسابقت کا ایک بے لگام مقابلہ شروع ہو جانا ایک یقینی امر ہے۔۔۔ لہذا دولت کے حصول کیلئے ہر ناجائز حربہ استعمال کر کے اور ملک و قوم کی رگوں کو نچوڑ کر اپنی تجوریاں بھری جاتی ہیں۔۔۔ ووٹروں کو برباد بنانے اور ان سے زبردستی ووٹ وصول کرنے کیلئے اسلحہ بردار دستے ترتیب دیئے جاتے ہیں۔۔۔ اور ملک و قوم اور اسلام کے حوالے سے جھوٹے وعدوں اور دعوؤں کی صورت میں منافقت کے وہ شاہکار نمونے سامنے آتے ہیں کہ الحفیظ والا مان۔

جمہوریت کی عطا کردہ ان تمام بے لگامیوں کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس دوڑ میں شریک ہر فرد فرعونیت، قارونیت اور رسوائیت کی تمام حشر سامانیاں اپنے اندر سموتا چلا جاتا ہے۔ دولت کے حصول کیلئے جاری اس نہ ختم ہونے والی دوڑ میں حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی ہر تمیز کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے۔ اور ظلم و زیادتی اور لوٹ مار کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ہر ہنما اور اس کے اسلحہ بردار دستے طاقت کے حصول اور اس کے استعمال سے پورے ملک کو میدان کارزار میں بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ پارٹی اور تنظیموں کی سطح پر باقاعدہ اور منظم منصوبہ بندی کے تحت تشدد کی کاروائیاں اور اغواء برائے تاوان کے واقعات روزمرہ کا معمول بن جاتے ہیں (آج کراچی بلوچستان، اور پورے ملک میں اس کے بھیانک نتائج موجود ہیں)

جھوٹ، دھوکہ، فریب، وعدہ خلافی اور منافقت جیسی گھٹیا اقدار، اوصاف حمیدہ کا مقام حاصل کر لیتی ہیں۔ اور ان اوصاف حمیدہ میں مہارت اور جدت طرازی ہی کو زینہ ترقی کے مراحل سمجھ لیا جاتا ہے۔ پورے معاشرے کو جان بوجھ کر بے ایمان، کرپٹ، رشوت خور، منافق دولت کا بھوکا اور طاقت کے استعمال کا جنونی بنا کر اسے انارکی اور چنگیز خانی کے بدترین انجام سے دوچار کر

دیا جاتا ہے۔ رہے وہ ایماندار، دیانتدار، ماہر، راسخ العقیدہ اور کردار کے پکے لوگ، جن کو اسلام نے ان عہدوں اور مناصب کا اصل حقدار اور معاشرے کیلئے واقعی باعث خیر و فلاح قرار دیتا ہے۔ تو جمہوریت کی طرف سے معیار انتخاب ٹھہرائے جانے والے اس سہ نکاتی فارمولے کی بنیاد پر جمہوری نقار خانے میں جو ہڑبونگ چائی جاتی ہے۔ ان ایماندار، دیانتدار، ماہر اور با کردار لوگوں کی آوازیں اس ہڑبونگ اور شور و غل میں دب کر رہ جاتی ہیں۔۔۔ بے ایمان، منافق اور دولت کے بندوں کی مخالف سمتوں میں مسلسل اور بے مقصد دوڑ سے اٹھنے والا گرد و غبار ایماندار اور کھرے لوگوں کے چہروں کو ڈھانپ دیتا ہے۔۔۔ چند بے وقوف محل نشین دولت کی جادوگری سے کچے مکانون میں رہنے والے بے شمار عقل مند اور اپنے متعلقہ شعبوں میں ماہر قابل ہیروں کو نالائق ثابت کر کے ان کی صلاحیتوں کو مٹی میں ملا دیتے ہیں اور اپنی بے وقوفی پر دولت کی بفراطی کا غازہ چڑھا کر ملک کو مسائل کے گرداب سے نکالنے کا بیڑا اٹھا لیتے ہیں۔۔۔ طاقت رکھنے والا گروہ کلاشکوف کی نال کے زور پر کردار، شرافت اور دیانت کو یرغمال بنا کر ان کے ماتھوں پر جبراً بد کرداری، اور خیانت کا لیبل لگا دیتا ہے۔ اور خوف کے لگے ہوئے تالوں کی وجہ سے کردار، شرافت اور دیانت کے ہونٹ اس قابل ہی نہیں رہتے کہ اپنی صفائی میں دو لفظ کہہ سکیں۔۔۔ اور شرافت و دیانت اور کردار کے یہ قاتل حکومتی وسائل اور مناصب پر بزور طاقت قابض ہو کر شرافت اور دیانت کے جیتے جاگتے اور چلتے پھرتے کردار بن جاتے ہیں۔۔۔ منافقین کا ٹولہ اللہ تبارک و تعالیٰ، رسول ﷺ اور اسلام کے نام پر وہ سحر زدہ ماحول پیدا کر دیتا ہے کہ اللہ، رسول ﷺ اور اسلام کے نام پر مر مٹنے والے سادہ لوح عوام کیلئے کفر و ایمان، حق و باطل اور اسلام و منافقت میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

عوام بار بار اسلام کے نام پر صریحاً کفریہ نظام کے توپ و تفنگ کا مسلسل نشانہ بنتے ہیں۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک کاروبار حکومت چلانے کے حقیقی حقدار اور اہل افراد کو قلعہ جمہوریت کے درپچوں سے دہشت گردی، شدت پسندی اور بنیاد پرستی کے تیروں کا نشانہ بنا کر

اپنے دفاع میں معذرت خواہانہ انداز اپنانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔۔۔ اور اسلام کی جڑیں کاٹنے والے منافق اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کو اپنی خواہشات کے سانچوں میں ڈھالنے اور ہر روز ایک نئے برانڈ کا اسلام جمہوریت کی منڈی میں فروخت کیلئے پیش کرنے کا کھلا لائسنس حاصل کر لیتے ہیں۔۔۔!!

جمہوریت کے معیار انتخاب کے حوالے سے جو حقائق بیان کئے گئے ہیں۔ یہ نہ تو مفروضے ہیں۔ اور نہ ہی ذہنی تخیلات کے تحت گھڑے گئے افسانے۔! یہ جمہوریت کے محض ایک تاریک پہلو سے متعلق بے شمار تلخ حقائق میں سے چند حقیقتوں کا انتہائی مختصر اور سرسری سا جائزہ ہے، جسے سمجھنے کیلئے نہ تو فلسفیانہ مویش گافیوں میں الجھنے کی حاجت ہے اور نہ فکر و تدبر کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے کی ضرورت۔ یہ وہ واضح، عیاں اور چیتنے چلاتے حقائق ہیں جنہیں ہر عقل سلیم رکھنے والا فرد بہ چشم سردیکھ سکتا ہے۔! اپنے ارد گرد ان کا مشاہدہ کر سکتا ہے! اور تلخ تجربات سے لگنے والے خود اپنے روح و جسم کے ناقابل علاج زخموں کی کسک سے انہیں محسوس کر سکتا ہے۔!!

.....☆☆☆.....

## باکردار اور بدکردار۔۔۔ جمہوریت کی نظر میں دونوں برابر

اسلام وہ حساس کسوٹی ہے، جو معاشرے کے ہر مطلوبہ کردار اور عمل کے بارے میں اس کے تمام تر بنیادی فطری تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے حقائق پر مبنی ان حقیقی معیارات کا تعین کرتا ہے جو زمانے کے ہر دور اور حالات کے ہر موڑ پر اٹل، مستحکم اور ناقابل تغیر و تبدل حیثیت کے حامل ہوا کرتے ہیں۔ یہ تو ضرور ہوا ہوگا کہ بعض احکامات میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مصلحت کی گہرائی انسان کی عقل نارسا کی پہنچ سے باہر رہی ہو۔ لیکن یہ کبھی دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا کہ کسی انسان نے اپنی عقل کے بل بوتے پر دلائل و براہین کے ذریعے اللہ تبارک و تعالیٰ کے کسی جاری کردہ ایک بھی حکم اور قائم کردہ ایک بھی معیار کو غلط ثابت کر کے دکھایا ہو۔ یہ یقین ہر مسلمان کے ایمان کا ایک لازمی حصہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے قائم کردہ تمام فیصلے، احکام اور معیار انسان کے تمام تر متعلقہ واقعاتی، نفسیاتی، جذباتی اور فکری تقاضوں کے عین مطابق، سونی صدرست، ناقابل تغیر اور ہر خطے اور ہر زمانے کیلئے یکساں کارآمد، قابل عمل اور بہترین نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔

دین اسلام نے ریاستی امور چلانے کیلئے ہر شعبہ حکومت سے متعلق ذمہ دار افراد کی خصوصیات اور شرائط و ضوابط کی نشاندہی کی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بتایا ہے کہ کن معاملات میں کن افراد کی رائے گواہی یا شہادت ضروری ہے۔ رائے دینے کے اس عمل کے تقاضے اور اصول و ضوابط کیا ہوں گے اور جو افراد اس ضمن میں صائب الرائے کی حیثیت سے سامنے آئیں گے۔ انہیں کن شرائط اور تقاضوں کو پورا کرنا ہوگا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام نے مملکت کے معاملات چلانے والے ذمہ دار افراد کے تعین کیلئے ریاست کے عوام کی عمومی رائے یا ووٹ لینے کا کوئی تصور کوئی اصول اور کوئی حکم نہیں دیا۔۔۔ اسلام کے نزدیک ریاست کے عام افراد کی اکثریت اپنی قابلیت، فراست، دیانتداری، تقویٰ و دراندیشی اور معاملہ فہمی کے اعتبار سے ہرگز اس قابل نہیں ہوتی کہ وہ ریاستی نظام چلانے

کیلئے مطلوبہ ذمہ دار افراد کی اہلیت، قابلیت، دیانتداری، وفاداری، دین سے وابستگی اور دیگر متعلقہ اوصاف اور تقاضوں کی پہچان ادراک اور تعین کر سکے۔۔۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن امور میں اسلام ریاست کے جن افراد کی گواہی یا رائے کو ضروری خیال کرتا ہے، وہاں سب سے پہلے وہ رائے دینے والوں کیلئے کچھ اصولوں، ضابطوں اور حدود کا تعین کرتا ہے۔ اسلام میں کسی فاسق و فاجر، زانی، شرابی، سود خور رشوت خور، ذخیرہ اندوز، چور، ڈاکو، اسمگلر اور دیگر معاصیات اور منکرات میں شہرت رکھنے والے کسی فرد کی گواہی اور رائے قطعاً ناقابل قبول اور غیر معتبر ہے۔ اسلام رائے اور گواہی دینے والوں کیلئے جن شرائط کو ضروری سمجھتا ہے ان میں پابندی صلوٰۃ، تقویٰ، منکرات اور فسق و فجور سے اجتناب اور اس فرد یا واقعہ سے متعلق مکمل معلومات، جس کے بارے میں رائے یا گواہی دینا مقصود ہو۔۔۔ انتہائی اہم اور ضروری شرائط ہیں۔

یہاں جمہوریت بیک وقت اسلام کے دو اصولوں کا خون کرتی ہے۔ ایک یہ کہ جس معاملہ میں اسلام عمومی رائے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا، وہاں جمہوریت عوام پر انتخابات کا عذاب مسلط کر کے ریاست کے افراد سے رائے لینے کی شرط کو ایک حکم فرضیہ کا درجہ دے دیتی ہے۔ دوم یہ کہ صائب الرائے افراد کے بارے میں اسلام کے متعین کردہ تمام شروط و قیود کو یکسر ساقط کر کے جمہوریت عوام کو حکومت بنانے میں شرکت کا احساس دینے کے نام پر خیر و شر کو گڈ مڈ کر کے ایک ایسا پیچیدہ مرکب بنا دیتی ہے، جس میں مائیکرو اسکوپ کے ذریعے بھی شر اور خیر کی تمیز کرنا ایک امر محال بن کر رہ جاتا ہے۔ اس اندھی جمہوریت کے نزدیک چور، ڈاکو، قاتل، زانی، شرابی، بدکردار، ہیروئن فروش اور ملک دشمن عناصر نہ صرف حکومت بنانے کیلئے رائے دینے کے اہل ہیں بلکہ ان کی رائے کسی عالم دانا مدبر مفکر باکردار اور پریزگار کی رائے سے کسی لحاظ سے کم بھی نہیں۔ جبکہ قرآن کا واضح حکم ہے کہ

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ

فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدہ، ۱۰۰)

تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک اور پاک اگرچہ تجھ کو تعجب میں ڈالے ناپاک کی کثرت سوڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو تاکہ تم نجات پاسکو۔

جمہوریت کے اس عاقلانہ فیصلے کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ عوام کی اکثریت اپنی ذہنی، فکری اور مفاداتی ہم آہنگی اور قربت کی بنیاد پر جن افراد کو زمام اقتدار سنبھالنے کی ذمہ داری سونپتی ہے وہ نمائندے علم، فراست، کردار، اخلاق اور معاملہ فہمی کے اعتبار سے اپنے ان تائید کنندگان سے کسی لحاظ سے بھی مختلف اور کم نہیں ہوتے جن کے بارے میں قرآن کریم نے وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ، وَأَكْثَرُهُمُ لَا يَعْلَمُونَ اور وَأَكْثَرُهُمُ الظَّالِمُونَ کا مبنی برحقیقت اور انتہائی حکیمانہ فیصلہ دیا ہے۔

جمہوریت کے عقل و خرد سے بعید اس انتخابی ڈرامے کے نتائج بھی ہمارے سامنے ہیں۔ سادہ لوح عوام ایسے لوگوں کو اسمبلیوں میں پہنچا دیتے ہیں جن کی غالب اکثریت جاہل، بے وقوف، مفاد پرست، ملک دشمن، نااہل اور اسلام بیزار ہوتی ہے۔ اور تعلیم یافتہ، اہل اور باکردار لوگوں کے معاملہ فہم، صالح اور اہل نمائندے اس لئے پارلیمنٹ میں جانے سے رہ جاتے ہیں کہ ان کے ووٹوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ یہاں اصول کے نام پر جمہوریت کی ایک اور بے اصولی سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ جمہوریت کے نزدیک معیار کی کوئی اہمیت نہیں۔ اس کے سارے فیصلے مقدار اور عددی برتری کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ کم لوگوں کی رائے اگرچہ معیاری اور ملک و قوم کیلئے باعث خیر و فلاح ہی کیوں نہ ہو لیکن چونکہ وہ اکثریت میں نہیں اسلئے ان کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔۔ دوسری طرف اکثریت کی رائے اگرچہ ملک و قوم کیلئے واضح طور پر نقصان دہ اور باعث شر ہی کیوں نہ ہو ان کا فیصلہ آنکھیں بند کر کے قبول کیا جاتا ہے۔ یہ ہے جمہوریت کا معیار پر مقدار کو واضح اور کلی فوقیت اور ترجیح دینے کا فیصلہ جو قرآن و سنت ہی نہیں عقل و خرد کے بھی صریحا خلاف ہے۔

اس جمہوری انتخابی تماشے کے تحت قیام پاکستان سے لیکر اب تک جو بھی حکومتیں بنیں، وہ سب کی سب کسی نہ کسی درجے میں بیرونی بالادست قوتوں کی آلہ کار رہیں۔ یہ حکومتیں جمہوریت کے دلالوں کی دلال بن کر ان کی رضا جوئی کے حصول کیلئے اپنے ہی ملک و قوم اور اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتی رہیں اور ہنوز پہنچا رہی ہیں۔ عقل سے پیدل ان مداری نمالیڈروں کی نااہلیت کا سب سے واضح ثبوت یہ ہے کہ یہ لیڈر 65 سال گزرنے کے باوجود آج تک پاکستان کا کوئی ایک مسئلہ بھی حل نہ کر سکے۔ چاہے وہ مسئلہ پینے کے پانی کا ہو یا بجلی کا تعلیم کا ہو یا صحت کا مختلف شعبوں میں خود کفالت کا مسئلہ ہو یا روٹی، کپڑے اور مکان، کا۔ عوام کے جان و مال کے تحفظ کا ہو یا ملکی سرحدات کی حفاظت کا۔

جس طرح گلستان کے درختوں کی ہر شاخ پر بیٹھے ہوئے الو اس گلستان کی تباہی کا ثبوت ہوا کرتے ہیں اسی طرح ان جمہوری اسمبلیوں کی ہر سیٹ پر براہمان غیر معیار و وٹروں کے ووٹوں سے منتخب یہ غیر معیاری گھوڑے اور لوٹے اس ملک و قوم کی بربادی کی واضح علامت ہیں۔ !!

.....☆☆☆.....



## اپنے منہ سے دعویٰ بقراطی۔۔ اور وعدہء افلاطونی

کسی فرد کی طرف سے خود کسی منصب اور عہدے کیلئے پیش ہونا اسلام کے نزدیک اس عہدے اور منصب کیلئے اس فرد کی نااہلیت کا اولین ثبوت ہے۔ کسی بھی معاشرے کا عمومی اخلاق ایسے فرد کی حوصلہ شکنی اور مذمت کرتا ہے جو اپنے بارے میں اپنی ہی زبان سے اپنی تعریف اور دیگر افراد پر اپنی فوقیت اور اولیت کا دعویٰ کرتا ہو اگرچہ اس فرد میں وہ خوبیاں موجود ہی کیوں نہ ہوں۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ کسی منصب کیلئے انتہائی مناسب اور موزوں فرد کی طرف سے از خود پیش ہونے کا تصور تو درکنار ایسے لوگ باوجود مذمت و سماجت کے کسی منصب کو قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ ان کے پیش نظر اس عہدے سے وابستہ دنیاوی مفادات، اختیارات اور دولت و شہرت کبھی نہ رہے۔ بلکہ وہ اس منصب سے متعلق ذمہ داریوں اور فرائض کے بارگراں کے حوالے سے روز قیامت باز پرس اور محاسبے کے تصور سے یہ ذمہ داری قبول کرنے پر تیار نہ ہوتے تھے۔ ایسے واقعات میں ایک نمایاں واقعہ تقریباً تمام کتب تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب امیر مملکت منصور کی نظر انتخاب ریاست کے قاضی القضاۃ کے منصب کیلئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ پر پڑی تو ان سے اپنا مدعا بیان کیا۔ لیکن امام اعظم ابوحنیفہؒ نے یہ ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کو یہ منصب سنبھالنے پر راضی کرنے کیلئے ہر ممکن جتن کئے گئے لیکن وہ کسی بھی صورت ذمہ داری کا یہ بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ منصور نے انہیں قید خانہ میں ڈال دیا اور کچھ عرصہ بعد جواب پوچھا گیا تو جواب انکار میں تھا۔ زبردستی قائل کرنے کیلئے بے پناہ تشدد کیا گیا۔ لیکن جواب پھر وہی انکار! یہاں تک کہ قید خانے میں ظلم و تشدد سہتے سہتے جان دے دی لیکن منصب کی ذمہ داری اللہ تبارک و تعالیٰ کو جوابدہی کے ڈر سے قبول نہ کی۔

جمہوریت میں اسلامی اور عمومی اخلاقی اصول کے برخلاف کسی بھی فرد کو کسی بھی منصب کیلئے از خود پیش ہونے کی عام اجازت ہے۔ ہر فرد چاہے اس کی تعلیمی اور اخلاقی معیار، استعداد

اور اہلیت کچھ بھی ہو ملکی معاملات کو سمجھنے اور اسے چلانے کے حوالے سے افلاطون ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اپنے منہ میاں مٹھو کی جیتی جاگتی تصویریں اگر دیکھنا مقصود ہو تو جمہوریت کے چڑیا گھر میں یہ نمونے ہر وقت اور ہر سمت وافر مقدار میں چھپاتے نظر آئیں گے۔ پدی کے مثل یہ لیڈر ہر وقت آسمان کو اپنی ٹانگوں سے روکے ہوئے ہوتے ہیں۔۔۔ چاند تک سڑک تعمیر کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل۔! اور ملک کو چند مہینوں میں جاپان سے بھی ترقی یافتہ ملک بنانا ان کے دائیں ہاتھ کا کرشمہ ہے۔۔۔ ایک نعرہ تکبیر سے پورے ہندوستان پر اسلام کا جھنڈا لہرانا اسلام کے بنیادی تقاضوں سے ناواقف ان ایمان والوں کے جوش ایمانی کا ادنیٰ مظاہرہ۔! اور مغرب کو گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور کر دینا مغرب کے کافرانہ جمہوری نظام کے ان اصل نمائندوں کی خودداری کا ناگزیر تقاضا ہے۔

اسمبلی کی رکنیت کیلئے خود کو پیش کرنے کی روش تو رہی ایک طرف! اپنی اہلیت اور دوسرے امیدواروں کے مقابلے میں اپنی فوقیت اور بالادستی ثابت کرنے کیلئے خود اپنی زبان سے اور چند زرخیز چیموں کے ذریعے اپنی وہ وہ خوبیاں بیان کی جاتی ہیں۔ کہ الامان والحفیظ اور اپنی پارسائی، بے خوفی بے باکی، بہادری، قابلیت، ذہانت اور شرافت کے وہ دعوے کئے جاتے ہیں کہ انسانی تاریخ کی سب سے بے باک، جبری، بہادر اور قابل شخصیتیں ان کے سامنے بونی نظر آنے لگتی ہیں۔

اور یہ معاملہ یہیں آ کر ختم نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ اپنا قد بڑھانے کیلئے دوسروں کا قد گھٹانا بھی تو ضروری ہوتا ہے۔ اس ضمن میں ملک، عوام بلکہ ان کے رہنماؤں کو دینے کیلئے بھی جمہوریت کے پاس کسی قسم کا کوئی اخلاقی ضابطہ موجود نہیں۔ رہنمائی کا دعویٰ کرنے والے قوم کے یہ جمہوری رہنما بذات خود شدید اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہیں۔ عام جلسوں، نجی محفلوں اور اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر اور تمام عالمی نشریاتی اداروں اور پریس کو گواہ بنا کر مخالفین کی پگڑیاں اچھالنا، ایک دوسرے پر انتہائی شرمناک اور رکیک الزامات کی بارش کر دینا، ایک دوسرے پر بہتان تراشی کرنا،

یہاں تک کہ ماں، بہن اور بیوی بیٹی کی نگلی گالیاں دے کر ایک دوسرے کو نیچا دکھانا اور ذلیل کر دینا اس جمہوری نظام سے وابستہ تقریباً ان تمام راہنمایان قوم کا شیوہ اور دراصل ان کے دل و دماغ میں بھری ہوئی غلاظت کا کھلا اظہار ہے۔ اور اس طرح یہ رہنما قوم کونٹ نئی گالیاں سکھا کر قوم کی رہنمائی کا حق بطریق احسن ادا کر رہے ہیں۔

قابل احترام جمہوریت کے اس غلیظ اور انتہائی قابل نفرت پہلو کا نظارہ کرنے کے بعد آئیے اس فتنہ عالم کے ایک اور رخ روشن سے پردہ سرکاتے ہیں۔۔۔!

.....☆☆☆.....

## جمہوریت۔۔ ملی وحدت اور ملکی وجود کیلئے زہر قاتل

جمہوریت نے ہر شعبہ زندگی اور اس سے متعلق تمام ذمہ دار افراد کو لازمی اور ضروری حدود و قیود، اخلاقی ضابطوں اور اصولوں سے شتر بے مہار کی طرح یکسر آزاد کر کے ملی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اور اسی جمہوریت کی وجہ سے ملکی وجود سانحہ مشرقی پاکستان کی طرح مزید شکست و ریخت کی طرف تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اسلام ریاست اس کے عوام اور حکمرانوں کو جن ضابطوں اور اخلاقی حدود کا پابند بنا کر انہیں ایک بنیان مرموص اور ایک ناقابل شکست وحدت و قوت بنا دینا چاہتا ہے، جمہوریت حدود و قیود کے اس کنٹرول فیوز کو کال کر ملکی وجود اور ملی وحدت کو نراجیت، انتشار اور بے لگامی کے ایٹم بم سے اڑا دینا چاہتی ہے۔ جمہوریت ہر بیرون ملک دشمن قوت اور قوم کے اندر موجود ان کے کاسہ لیسوں کو ملک و قوم کے ہر جوڑ پر علی الاعلان ضرب لگانے کی کھلی چھٹی دیتی ہے۔

تمام اعلیٰ اخلاقی قدروں، وفاداری، دیانتداری، ذمہ داری اور قومی دینی غیرت و حمیت کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر دولت، طاقت اور حکومت جن نفسانی خواہشات کے بندوں کا مقصد حیات اور اصل مطمح نظر بن جائے، تو یہ مسئلہ ان کا در دسر ہرگز نہیں ہوا کرتے کہ ملک کے مستقبل کا کیا ہوگا؟ قوم کے مسائل کا حل کیسے ڈھونڈ جائے؟ ملت اسلامیہ کو درپیش گھمبیر مسائل کو کیسے ختم کیا جائے؟ ملک کو کیسے خود کفیل بنا کر دیگر ممالک کی بالادستی سے جان چھڑائی جائے؟ ملک و ملت کے عزت و وقار کو کیسے بلند کیا جائے؟ اسلام کو کیسے نافذ کیا جائے؟

ان کا مقصد صرف اور صرف اقتدار حاصل کرنا اور ملک و قوم کے سیاہ و سفید پر بلا شرکت غیرے قبضہ کر کے اپنے بیرون ملک کھولے گئے اکاؤنٹس میں دن دو گنارات چوگنا اضافہ کرنا ہوتا ہے۔ قوم کے یہ دوست نما دشمن لیڈر ہر وہ کام کرنے کیلئے ہر وقت آمادہ کار ہوتے ہیں جس کے طفیل ان کو ایلی اقتدار اور ملکی دولت کے سرچشموں پر قبضہ کرنے کا موقع مل سکے۔ یہ رہنما اپنے ان مقاصد ذیلہ کے حصول کیلئے ان بیرونی پاکستان اور اسلام دشمن قوتوں کے ایجنٹ بن کر

اپنے ہی ملک و قوم اور دین کو وہ نقصان پہنچاتے ہیں کہ ابلیس بھی دیکھے تو ان پر رشک کرنے لگے۔۔۔ جمہوریت کی تاریخ میں اقتدار اور دولت کی خاطر ان جمہوری دلالوں کے ہاتھوں اپنے ہی ملک و قوم اور دین کی عصمت کو بہت سستا بیچنے کی وہ مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں کہ ان کے سامنے بازار حسن کے دلال بھی بے حسی، بے غیرتی اور کارکردگی کے لحاظ سے صفر نظر آتے ہیں۔۔۔ دشمن ممالک کو ملکی راز فراہم کرنے کی بات چلتے تو جمہوریت کے ان گماشتوں کو غداروں میں شہرت پانے والے میر جعفر اور میر صادق کا استاد ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔

اقتدار کے حصول کی بے لگام خواہش اور ہر ضابطے سے آزاد اس مقابلے نے ان ابن الوقتوں کو کئی اور راستے بھی دکھائے۔ وہ راستے جن کا اختتام ملک کی تباہی و بربادی اور ملی وحدت کی شکستگی کے یقینی عبرتناک انجام کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ بعض ملک دشمن اور اسلام بیزار اٹھے اور لیڈر بن کر سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی فلاح اور ترقی کا راز سوشلزم، کمیونزم اور سیکولرزم جیسے کفریہ طاغوتی اور اللہ کے منکر نظام اپنانے میں بتایا دوسرے ٹولے نے نیشنلزم کی ڈگڈگی بجائی اور چودہ سو سال قبل دفنائے گئے نسلی، لسانی اور علاقائی بتوں کو پھر سے زندہ کر کے ایک دوسرے کے مقابل لاکھڑا کیا۔ اور انہیں ایک دوسرے کے خون کی ندیاں بہانے پر مجبور کر دیا۔ اور اس طرح یہ درندہ صفت رہنما انسانی لاشوں کو سیڑھی بنا کر اقتدار کے محل میں کود جانے کی فکر کرتے رہے۔۔۔

جمہوریت کے اس فتنہ پرور اور ہر قید و بند سے آزاد بے مہار طریقہ مسابقت نے جمہوریت کے ایجنٹوں کے دعووں کے مطابق ملک و قوم اور اسلام کو آج تک لیڈر، رہنما اور ہمدرد تو کوئی نہیں دیا البتہ غداروں، مفاد پرستوں، ابن الوقتوں، قوم فروشوں، اسلام دشمنوں، مدار یوں، منافقوں و فتنہ فروشوں اور جمہوریت کے دلالوں کی ایک پوری فوج ضرور تیار کر کے دی ہے جو اپنے اپنے آقاؤں کو ملک، قوم اور اسلام کی قیمت پر خوش اور راضی رکھنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔ جمہوریت کے اس شیطانی کھیل کا یہ اصول بے اصول پاکستان اور اس کے عوام کو استحکام، ترقی اور فلاح کے تحفے تو کیا دیتا ان کو انتشار، بے چینی، عدم استحکام، جہالت، اخلاقی

انحطاط، خود غرضی، مفاد پرستی، بے روزگاری، بنیادی سہولتوں سے محرومی، خونی فسادات، نفرت، تعصب، انارکی، ذہنی غلامی، جنس پرستی زر پرستی، لادینیت اور انسانی معاشرے کو نمونہ جہنم بنادینے والے نہ جانے اور کیا کیا عذاب وافر مقدار میں ضرور فراہم کر دیئے ہیں۔۔۔!

اور یہ سب کچھ صرف کل کے ڈراؤ نے خواب نہیں آج کے بھیانک حقائق بھی ہیں۔۔۔ وہ عیاں حقائق! جن کا مشاہدہ آپ اور ہم سب روزانہ کرتے ہیں۔۔۔ وہ تلخ حقائق! جن کی تلخی ہر کوئی اپنی ذات میں محسوس کر سکتا ہے۔۔۔ وہ اٹل حقائق! جو دن، رات اور سورج کی طرح اپنے وجود کی اثبات کیلئے کسی ثبوت کے محتاج نہیں ہوتے۔!!

.....☆☆☆.....

## حرص دولت و اقتدار۔۔۔ ظلم و جبر اور بدعنوانی کا عنوان

اسلام میں حکومت سے متعلق کسی بھی چھوٹے یا بڑے عہدیدار کیلئے عرصہ اقتدار کے تعین کی کوئی قید مقرر نہیں۔ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین، اور خود رسول اللہ ﷺ کے دورِ صالح سے یہ بات بالکل واضح طور پر ثابت ہے کہ اسلام کا اصل منشاء یہ ہرگز نہیں کہ حرص اقتدار میں مبتلا مختلف افراد اور طبقوں کو باری باری اقتدار میں آنے کا موقع دے کر ان کے شوقِ امارت کی تسکین کا اہتمام کیا جائے۔ اس کے علی الرغم اس بارے میں اسلام کا اصل مقصد و منشاء یہ ہے کہ امیر مملکت اور دیگر ذمہ داران حکومت ان افراد کو مقرر کیا جائے جو کاروبار حکومت سے متعلق مطلوبہ معیارات پر ہر ممکن حد تک پورے اترتے ہوں۔ اور وہ اپنے وقت کے لحاظ سے اسلام سے ذہنی اور عملی وابستگی کے حوالے سے بھی ریاست میں نمایاں حیثیت کے حامل ہوں۔ تاکہ ریاست کے عوام ان صالح اور اہل ترین افراد کی قیادت کے جملہ اوصاف اور صلاحیتوں سے بہرہ مند ہوں اور ریاستی نظام کو ہر ممکن بہتر طریقے سے چلایا جاسکے۔ ان ذمہ داران حکومت کو ان کے مناصب سے الگ کرنے کی وجوہات بھی دو ہی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ذہنی اور جسمانی طور پر اپنی منصبی ذمہ داریاں اور فرائض پورا کرنے کے قابل نہ رہیں۔ اور دوم یہ کہ وہ اپنی منصبی حیثیت کے منافی ایسی نمایاں اور دانستہ غلطی کے مرتکب ہوں یا ان کے ذاتی کردار میں کوئی ایسا واضح شکاف پیدا ہو۔۔۔ جس کی وجہ سے ان کے ذمہ لگائے گئے کام میں مستقل خرابی پیدا ہونے کا امکان ہو کسی اہلکار کو اس کے منصب سے معزول کرنے کا فیصلہ کرنا امت کے صالح اور راست گواہوں پر مشتمل شوریٰ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور اس کی جگہ کسی دوسرے فرد کے انتخاب کا معاملہ بھی اسی شوریٰ ہی کے سپرد ہوتا ہے۔

نظامِ جمہوریت۔۔۔ نظامِ اسلام کے برعکس کسی حکومت کو ایک مخصوص عرصہ کیلئے بر سر اقتدار رہنے کا "فتویٰ" دیتا ہے اور یہ عرصہ ختم ہو جانے کے بعد ایک مرتبہ پھر پورے ملک پر انتخابات کا عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے۔ جمہوریت کمال ہوشیاری سے بر سر اقتدار طبقہ میں دو قسم

کے حرص اپنی تمام تر شدتوں کے ساتھ پیدا کرتی ہے۔ پہلی یہ کہ اسے شاہانہ جاہ و جلال، لامحدود اختیارات اور ملک کے سیاہ و سفید کا بلا شرکت غیرے مالک بنا کر اس میں اس اقتدار کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنے کی حرص پیدا کی جاتی ہے۔ اور دوم یہ کہ اقتدار کے تسلسل کی اس حرص کی تکمیل کو دولت کو پانی کی طرح بہا دینے والے کھیل انتخابات سے مشروط کر کے اس میں حرص دولت کی صفت قارونی کا بدرجہ اتم اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

حرص اقتدار اور حرص دولت کے یہ دونوں شیطانی جذبے برسر اقتدار ٹولے کی طرف سے دو انتہائی طاقتور اور فعال مہیب قوتیں پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ ایک بدعنوانی کا جن۔۔۔ اور دوسرا ظلم و جبر کا دیوتا۔! بدعنوانی کے جن کی ذمہ داری آئندہ انتخابات میں کام آنے اور مقتدر طبقہ کا ذاتی بینک بیلنس بڑھانے کیلئے ہر جائز و ناجائز طریقے سے دولت کے انبار لگا دینا۔ اور ان افراد اور طبقوں پر مختلف بہانوں سے ملک و قوم کے وسائل کو لٹا دینا ہوتا ہے جو طبقے اور افراد کسی بھی حوالے سے اس برسر اقتدار ٹولے کو برسر اقتدار رکھنے اور آئندہ برسر اقتدار لانے میں معاون و مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔۔۔ ظلم و جبر کے دیوتا کا فرض یہ ہوتا ہے کہ حزب مخالف اور ہر اس قوت کو ظلم و جبر کے دو پاٹوں کے درمیان رگڑ دیا جائے، جو برسر اقتدار طبقہ کو اگلے انتخابات میں شکست دے کر اسے اقتدار سے محروم کر دینے کا سبب بن سکتی ہو۔ یا کسی اور طریقے سے ان کے نشہ اقتدار کے مزے کو کرا کر کرنے کی گستاخی کے مرتکب ہو سکتی ہے۔

بدعنوانی کے جن اور ظلم و جبر کے اس دیوتا کے پس پشت تمام حکومتی مشینری اور طاقت کا رفرما ہوتی ہے۔ ملک کے اندر اور باہر حکومت کی اصل ذمہ داریوں اور فرائض کی علامات کی بجائے ان دو قوتوں کی کارگزاری کے نقش اور اثرات زیادہ نمایاں اور واضح طور پر دیکھے اور محسوس کئے جاسکتے ہیں۔۔۔ اور ایسا لگتا ہے کہ جمہوری حکومتوں کے کرنے کے اصل کام دو ہی ہیں۔۔۔ ملکی دولت پر قبضہ کرنا۔۔۔! اور مخالفین کو کچل کر رکھ دینا۔۔۔!

پاکستان کی پوری جمہوری تاریخ مقتدر قوتوں کی لوٹ مار اور اپنے مخالفین پر جبر و تشدد



کے ہولناک اور شرمناک واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اقتدار کیلئے خطرے کا باعث حزب مخالف اور دیگر پارٹیوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کو قتل کر دینا (جس میں اپنی پارٹی سے وابستگی اور خونی رشتوں کا لحاظ بھی نہیں رکھا جاتا)۔۔۔۔۔ انہیں جھوٹے مقدمات میں ملوث کر کے پس دیواروں زنداں ڈال دینا۔۔۔ اپنے مخالفین کو جیل کی کال کوٹھریوں سے نکال کر جعلی پولیس مقابلوں میں قتل کروا دینا..... اسلام ہند اور محب وطن، مسلمانوں کو چند ڈالروں کی خاطر غیروں کے ہاتھ فروخت کر دینا..... طاقت اور اقتدار کے نشے میں بے خود ہو کر اپنے مخالفین کی بہو بیٹیوں کو سر بازار ننگا کر کے بچا دینا۔۔۔ اور ان کو زبردستی اجتماعی آبروریزی کا نشانہ بنانا۔۔۔ قابل احترام شخصیات کے ساتھ ناقابل بیان توہین آمیز سلوک کرنا۔۔۔ انہیں ڈاڑھیوں سے پکڑ کر گھسیٹنا اور ان کو ہاتھ پیروں سے پکڑ کر اسمبلیوں سے باہر پھینک دینا۔۔۔ اگر یہ دور حاضر کے اس جمہوری نظام کی فرعونیت اور چنگیزیت کی زندہ مثالیں نہیں تو اور کیا ہیں؟ جرم بے گناہی میں محض نظریاتی اختلاف کی وجہ سے کسی کو زندہ جلادینے کے عمل کو نمرودیت کے علاوہ اور کیا نام دیا جاسکتا ہے؟ کبر و غرور کے گھمنڈ میں مخالف زندہ انسانوں کے جسموں میں ڈرل مشینوں سے سوراخ کرنا اور ان کے چمڑوں کو محاورتاً نہیں بلکہ عملاً ادھیڑ کر رکھ دینا نشہ اقتدار کا تسلسل قائم رکھنے والوں کی فسطائیت درندگی اور دعویٰ الوہیت نہیں تو اور کیا ہے؟

اقتدار پر قابض یہ جمہوری حکمران ٹولہ عوام کے خون پسینے کی کمائی اور ان کے ٹیکسوں سے چلنے والے مختلف منصوبوں اور اداروں سے باقاعدہ اپنا کمیشن وصول کرنا شیر مادر کی طرح حلال سمجھتا ہے۔۔۔ یہ مقتدر جمہوری ٹولہ ہر سال بجٹ کے اعلان سے پہلے فاقہ زدہ اور قریب المرگ عوام کو مہنگائی کی ایک اور کڑوی گولی نگلنے کا مشورہ دے کر خود سال کے بارہ مہینے ایک لمبے چوڑے جمہوری طائفے کے ساتھ بیرونی ممالک کے دوروں پر کروڑوں روپے خرچ کرنا اپنا جائز حق سمجھتا ہے۔۔۔ عوام اپنے ننگے جسموں کو ڈھانپنے کیلئے فکر مند ہوتے ہیں اور ان کیلئے باہر کے ممالک کے تیار کردہ ہزاروں جوڑے ہر وقت تیار۔۔۔ عوام کی جیب میں بس میں سفر کرنے کا

کراہیہ موجود نہیں ہوتا اور اس ٹولے کے قوم کی دولت سے خریدے گئے گھوڑے اور کتے ہوائی جہازوں میں محو پرواز ہوتے ہیں۔۔۔ عوام غربت کی وجہ سے علاج کی استطاعت نہ رکھتے ہوئے روزانہ موت کے منہ میں جا رہے ہوتے ہیں اور ان کے نزلے اور زکام کا علاج بھی لندن اور امریکہ میں سرکاری خزانے سے لاکھوں ڈالر خرچ کر کے کیا جاتا ہے۔۔۔ ہر قومی منصوبہ میں لازمی کمیشن کے ایسے ایسے اسکینڈل سامنے آتے ہیں کہ ایک مقتدر شخصیت کا سرتاج مسٹرٹین پر سنٹ کے نام سے جانا پہنچانا جاتا ہے۔۔۔ انسانیت کو ذلت کی گہرائیوں میں دھکیل دینے والے ہیروئن کے کاروبار کی باقاعدہ سرپرستی کی جاتی ہے اور ملک کے لاتعداد خاندانوں کو تباہ و برباد کر دینے کی قیمت پر حرص دولت کے جذبہ کی تسکین کا سامان کیا جاتا ہے۔۔۔ پورے ملک میں پھیلے ہوئے اپنے کاسہ لیسوں اور چچوں کو مفت کے پلاٹ الاٹ کرانے اور پرمٹ جاری کرنے کا کام اس ادائے بے نیازی اور اعتماد سے کیا جاتا ہے جیسے پورا ملک ان کے باپ کی جاگیر ہو۔

یہ مقتدر جمہوری ٹولہ اپنے پورے عرصہ اقتدار کے دوران پہلے سے ادھ موئے عوام کے جسموں سے جونک کی طرح چمٹا رہتا ہے، اگلے مرحلہ انتخاب جیتنے کیلئے جمع کئے گئے دولت کے انبار اپنے آقاؤں کے ہاں بیرون ملک موجود بینکوں میں مسلسل منتقل کرتا رہتا ہے۔ اور قوم کی یہی دولت اقتدار کیلئے پیدا اس ٹولے کو عوام کی گردنوں پر ایک مرتبہ پھر مسلط کرنے کیلئے استعمال میں لائی جاتی ہے۔ اور جس کا جو تا اسی کے سر کے مصداق اس جمہوری ٹولے کے استحصال اور لوٹ مار کا یہ عمل حرص اقتدار اور حرص دولت کے جذبے کے تحت مسلسل جاری رہتا ہے۔

.....☆☆☆.....

## اسلامی نظام بذریعہ ووٹ۔۔۔۔۔ سب سے بڑا فریب!

اسلامی نظام بذریعہ ووٹ ایک ایسا پرفریب نعرہ ہے جس سے اسلامی نظام کے کارکو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ انتہائی قیمتی افرادی قوت وسائل اور وقت کو ایک ایسے راستے کے صعوبتوں بھرے سفر میں ضائع کیا گیا جس کا اختتام اسلامی انقلاب کی منزل ہرگز نہ تھا اور نہ ہے۔۔۔۔۔ نہ عقلی دلیل و منطق کی رو سے۔۔۔۔۔ نہ قرآن و سنت کے واضح احکامات کے حوالے سے۔۔۔۔۔ اور نہ مشاہدات و تجربات کی بنیاد پر۔۔۔۔۔!

اس سے قبل قدرے تفصیل سے یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ اسلام اور جمہوریت میں کوئی قدر مشترک سرے سے موجود ہی نہیں۔ اسلام اور جمہوریت میں زندگی اور یہاں تک کہ اللہ کی ذات سے متعلق بنیادی حقائق کے بارے میں بھی زمین اور آسمان کا فرق پایا جاتا ہے۔ قرآن اگر حق حاکمیت کا حقدار اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کو ٹھہراتا ہے تو جمہوریت یہ اختیار اللہ تعالیٰ سے لے کر عوام کے سپرد کر دیتی ہے۔۔۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اگر مسلمانوں کیلئے قرآن و سنت کو قابل عمل قانون تجویز کرتا ہے اور اسی کو ماخذ قانون بنا لینے پر اصرار کرتا ہے تو جمہوریت قانون بنانے کا یہ اختیار اکثریت کی خواہشات کے احترام کے جذبہ کے تحت پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت کے سپرد کر دیتی ہے۔۔۔۔۔ اسلام قوت فیصلہ اور قوت نافذہ کی ذمہ داری امت کے بہترین اور اہل ترین افراد پر مشتمل شوریٰ کے حوالے کرتا ہے۔ جبکہ جمہوریت یہ اختیار اس پارلیمنٹ کے حوالے کرتی ہے جہاں عوامی خواہشات کے تابع ہو کر فیصلے کئے جاتے ہیں اور خواہشات کے غلام ذاتی مفادات کے اسیر اور اسلام بیزار نمائندوں کے ذریعے انہیں نافذ کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اسلام کسی عہدہ کیلئے خود پیش ہونے کی ممانعت کرتا ہے جبکہ جمہوریت اسلام کے اس اصول کو کالعدم کر کے اس کی اجازت دیتی ہے۔۔۔۔۔ اسلام کسی منصب کیلئے کسی فرد کے انتخاب کا معیار اس فرد کی اہلیت دیانت کردار اور اسلام سے گہری ذہنی اور عملی وابستگی کو قرار دیتا ہے۔ جبکہ جمہوریت مطلوبہ فرد کیلئے اسلام کی مقرر کردہ ان تمام شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے اور ایسے افراد کیلئے عملاً دولت طاقت

اور منافقت کو معیار مقرر کرتی ہے۔۔۔۔ اسلام کے مطابق ہر ایرا غیرارائے دینے کا اہل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی کسی حکومتی عہدہ کیلئے کسی فرد کی رائے یا گواہی کو ضروری سمجھتا ہے وہاں رائے دینے والے فرد کیلئے کچھ کڑی شرائط کا تعین بھی کرتا ہے۔ لیکن جمہوریت معاشرے کے ہر فرد کو بلا امتیاز رائے دینے کا اہل سمجھتی ہے اور اس کے نزدیک حکومت بنانے کا عمل عوام کی رائے سے مشروط کرنا انتہائی ضروری بلکہ فرض ہے۔۔۔۔ اسلام کے نزدیک زندگی کے ہر شعبے اور اس سے متعلق ذمہ دار افراد کیلئے ایک ضابطہ اخلاق کے تحت کام کرنا نہایت ضروری ہے۔ جبکہ جمہوری نظام میں کسی سطح پر کسی فرد یا ادارے کیلئے ایسا کوئی ضابطہ اخلاق عملاً موجود نہیں۔۔۔ اسلام حکومت کرنے کی خواہش پورا کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور حکومتی مدت کیلئے کوئی عرصہ متعین نہیں کرتا۔ جبکہ جمہوریت اقتدار کے حصول کی خواہش کو ہمیز اور تحریک فراہم کرتی ہے اور اس کیلئے باقاعدہ مدت کا تعین کرتی ہے۔

اسلام اور جمہوریت کے درمیان ان واضح تضادات کا اس سے قبل قدر تفصیل سے ذکر کیا جا چکا ہے یہاں محض سلسلہ تحریر میں ربط برقرار رکھنے کیلئے ایک مرتبہ پھر چند نکات کی شکل میں مختصر ان تضادات کا حوالہ دیا گیا ان نکات کو ذہن میں رکھ کر اب نفاذ اسلام بذریعہ ووٹ اصل موضوع کی طرف آئیے۔

۱۔ اس ضمن میں سب سے پہلی و لخر اش حقیقت یہ ہے کہ تمام مذہبی جماعتیں اس جمہوریت کے تخلیق کردہ انتخابات کے ڈرامے میں حصہ لے کر اسلامی نظام کی بالادستی کیلئے عرصہ دراز سے زور آزمائی میں لگی ہوئی ہیں جو جمہوریت عملاً اللہ تبارک و تعالیٰ کے اختیار حاکمیت سے یکسر انکاری ہے اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بجائے عوام کو حاکمیت کا اصل حقدار سمجھتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حاکمیت کے قرآنی تصور کے برخلاف عقیدہ رکھنا یا کسی ایسے نظریہ کے تحت جاری کسی سرگرمی میں عملاً حصہ لینا اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت کے تقاضوں سے یکسر انکار، کفر یہ عقیدہ رکھنے اور کفریہ عمل میں ساتھ دینے کے مترادف ہے۔ اس بارے میں دو سوالات کے

جوابات دینا مسلمانوں کی رہنمائی کرنیوالے مذہبی جماعتوں کے لیڈروں کے ذمہ ہیں۔ ایک یہ کہ مذہبی جماعتیں ایسا نظریہ رکھنے والی نظام جمہوریت کے تحت ہونے والے انتخابات میں بھرپور طور پر شریک ہو کر کیا اللہ کی حاکمیت کے بارے میں جمہوریت کے اس نظریہ کو درست تسلیم کرتی ہیں؟ اگر ہاں تو برائے کرم وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حاکمیت کے حوالے سے اپنے عقیدہ توحید کی وضاحت کریں۔ اور اگر نہیں تو دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ وہ جس جمہوریت کے حق حاکمیت سے متعلق نظریہ کو باطل اور کفریہ سمجھتے ہیں تو وہ اسی جمہوریت کے اصول و ضوابط کے تحت ہونے والے انتخابات میں بھرپور حصہ کس دلیل اور جواز کے تحت لے رہے ہیں۔ اور کیا اللہ تبارک و تعالیٰ کے حق حاکمیت سے انکاری نظام جمہوریت اور اس کے انتخابی عمل کے ذریعے نفاذ اسلام کی جدوجہد اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسی باغی نظام کے اندر رہتے ہوئے ممکن ضروری اور جائز ہے۔۔۔؟

۲۔ قرآن کریم کی متعدد آیات بینات سے یہ حقیقت اچھی طرح ثابت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول دین صرف اسلام ہی ہے:

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴿۱۹﴾ (آل عمران ۱۹)

بے شک (قابل قبول) دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ الْآخِرَةُ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آل عمران)

اور جو چاہے دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں سے ہوگا۔

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے دین اسلام نہ صرف پسند فرمایا ہے بلکہ اسے مکمل کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچایا۔

أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ،  
 ”آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کیا تم پر اپنا احسان اور پسند کیا تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین“

اور یہ کہ یہ دین اسلام قرآن تک محدود صرف زبانی اور تحریری نظام یا فلسفہ نہیں۔ بلکہ یہ

وہ دین ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں اپنی تمام تر تفصیلات اور جزویات کے ساتھ بالفعل نافذ کر کے دکھایا۔ تاکہ اس کے قابل عمل ہونے میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش سرے سے باقی ہی نہ رہے۔

اب جس دین کو اللہ نے ہمارے لئے منتخب کیا..... اللہ تبارک و تعالیٰ کے رسول ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین نے اسے عملاً نافذ کر کے دکھایا.... اور ہم نے اسے حق جان کر تسلیم کیا اور اس کی حقانیت پر ایمان لے آیا.... تو اس کے بعد اس بات کی گنجائش کہاں باقی رہ جاتی ہے کہ اسی متفقہ یعنی برحقیت اور تصدیق شدہ دین کے نفاذ کو اکثریت کی تائید کا محتاج بنادیا جائے....؟ کہ ”مسلمانوں کی اکثریت“ اگر دین اسلام کا نفاذ چاہے تو نافذ ہو.... اور اگر مسلمانوں کی اکثریت اسلام کے مقابلے میں کسی دوسرے نظام کے حق میں ہو تو ان کو وہی نظام اپنے اوپر نافذ کرنے دیا جائے.... حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک دنیا کی پوری تاریخ اور قرآن و سنت کے حوالے سے.... دین اسلام کے نفاذ کو لوگوں کی خواہشات اور اکثریت سے مشروط کر دینے کا کوئی ثبوت...! کوئی دلیل....! اور کوئی جواز موجود نہیں۔ بلکہ ایک مسلمان ملک کے مسلمان باشندوں کی اکثریت سے یہ مطالبہ تو بہت دور کی بات ہے.... اہل باطل سے بھی کبھی کسی نبی اور پیغمبر نے یہ مطالبہ اور معاہدہ نہیں کیا کہ اگر اہل اسلام اکثریت میں ہوئے تو تم بھی مسلمانوں کے ساتھ اپنے اوپر اسلامی نظام کو نافذ کرنے دو گے اور اگر تمہاری تعداد زیادہ ہوئی تو (نعوذ باللہ) ہم آپ کے نظام کو اپنے اوپر نافذ کرنے کے پابند ہوں گے۔ نہیں....! ایسا کبھی نہیں ہوا.... اسلئے کہ حق کی بالادستی کبھی اکثریت کی تائید کی محتاج نہیں رہی۔

۳۔ جمہوریت کے طریقہ انتخاب کے اس اکثریتی فلسفہ کو تسلیم کر لینے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے اسی اصول کے تحت ان انتخابات میں حصہ لینے کا صاف مطلب یہ ہے کہ انتخابات میں شریک تمام پارٹیاں اس بات پر متفق ہیں کہ جس پارٹی نے اکثریت حاصل کی وہ پارٹی اپنے اس نظام اور نظریہ کو ملک میں نافذ کر دینے میں حق بجانب ہوگی، جس نظام کا اس نے

عوام کے ساتھ وعدہ کیا ہے یا جو نظام اس کی نظر میں ملک و قوم کیلئے فائدہ مند ہے اور اقلیتی پارٹیوں کو اکثریتی پارٹی کے اپنے نظام کے نفاذ کے اس حق پر جو اسے یہ جمہوری اصول فراہم کرتا ہے، کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

اس جمہوری اصول کے تحت انتخابات میں حصہ لینے کا واضح مطلب یہ ہوا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کی دعویدار تمام پارٹیاں نظام اسلام کے علاوہ دیگر نظام ہائے زندگی کے وجود اور حقیقت کو نہ صرف یہ کہ تسلیم کرتی ہیں بلکہ انہیں اسلامی نظام ہی کی طرح نافذ ہونے کے برابر مواقع دینے کے بھی حق میں ہیں۔

جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ قرآن اور اس کو حق ماننے والے اہل حق اسلام کے مقابلے میں کسی بھی باطل نظام سے کسی قسم کے سمجھوتے کے ہرگز متحمل نہیں ہو سکتے۔ اللہ کے ساتھ اسی کے نظام کے تحت زندگی گزارنے کا عہد کرنے والوں کی طرف سے کسی باطل نظام کو بھی بہ رضا و رغبت اسلام ہی کے برابر نفاذ کا حق دینا اور اسے تسلیم کر لینا تو بہت دور کی بات ہے اللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ بندگی ایسا تصور دل میں لانے کی بھی اجازت نہیں دیتا دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا مطلب ہی دیگر باطل اور طاغوتی ادیان نظام اور قوانین سے بیزاری، بغاوت اور ان سب کو نیست و نابود کر دینے کی قسم کھانا ہوتا ہے ان سے برابری کی بنیاد پر معاملہ کرنے اور انہیں نفاذ کا حق دینے کا کیا سوال.....!

۴۔ کتنی حیرت انگیز اور عجیب بات ہے کہ اسلام کے نفاذ کیلئے جس انتخابی عمل میں حصہ لیا جاتا ہے، اس انتخابی عمل کا ایک بھی اصول اور ایک بھی ضابطہ اسلام کے مطابق نہیں ہوتا۔ اسلام کے تمام ضابطے کا عدم کر کے باطل ہی مقابلے کے تمام شرائط اور ضوابط خود طے کرتا ہے اور مقابلے کے میدان کا تعین بھی وہی کرتا ہے۔ اسلام کے نفاذ کیلئے باطل کے ساتھ انتخابی معرکہ لڑنا اور اس معرکہ کی تمام شرائط و ضوابط کے تعین کا کلی اختیار باطل کو دے دینا کیا عقل اور دانشمندی کی دلیل۔۔۔؟ کیا قیامت تک ان انتخابات میں حصہ لے کر اس طریقے سے اسلام کے نفاذ کے

امکان کو ثابت کیا جاسکتا۔۔۔؟

۵۔ اسلام ہر معاملہ میں معیار کا قائل ہے۔ جمہوریت کسی معیار کو نہیں مانتی۔ وہ تعداد اور کثرت کے شیطانی نظریہ کی پیروی ہے۔ کیا مذہبی جماعتیں اس انتخابی کھیل میں شریک ہو کر اس معاملہ میں معیار پر مقدار کو فوقیت دینے والے اس جمہوری اور صریحاً خلاف اسلام اصول کے ہم خیال نہیں ہوں گی۔۔۔؟ اگر نہیں! تو اکثریت کے اس فلسفہ کی بنیاد پر اسلام کے نفاذ کیلئے انتخابات میں بھرپور شرکت کے کیا معنی۔۔۔؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے کئی مرتبہ تعداد میں کم مومنوں کو باطل کی زیادہ تعداد رکھنے والے گروہوں پر غالب کر دیا۔ کُمْ مِنْ فِتْنَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِتْنَةٌ كَثِيرَةٌ بِإِذْنِ اللَّهِ (البقرة، ۴۴۹) کیا کم مومنوں کو زیادہ باطل پرستوں کے مقابلے میں غلبہ دینے کی یہ خبر انتخابات کے میدان میں مقابلے سے متعلق ہے۔۔۔؟ ہرگز نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ نے غلبہ اسلام اور شکست باطل کیلئے صرف دلیل، جہاد اور شہادت کا قرآنی راستہ اختیار کرنے والوں کے ساتھ ان کی کم تعداد کے باوجود زیادہ باطل پرستوں کے مقابلہ میں غالب کرنے کا سچا وعدہ فرمایا۔ اور اس کیلئے بھی ایک معیار مقرر کیا ہے کہ یقیناً تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ تم سچے مومن ہو۔ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ (آل عمران۔ ۱۳۹) یہ نہیں کہ یقیناً تم ہی غالب رہو گے اگر تم اکثریت میں ہوئے۔۔۔!!

۶۔ اسلام نے معاملات حکومت سے متعلق ہر ذمہ دار فرد کے تعین کیلئے جن شرائط و ضوابط کو لازمی اور ضروری قرار دیا ہے، جمہوریت اسلام کی ان تمام شرائط کو مسترد کرتی ہے۔ جمہوریت کے نزدیک انتخابات میں کامیابی کے حصول کیلئے عملاً مروج معیارات دولت، طاقت اور منافقت ہی ہیں۔ اور ابن الوقت قسم کے یہ جمہوری لیڈر عوام میں سے کسی کو دولت سے خرید کر، کسی کو طاقت سے دھمکا کر اور کسی کو منافقانہ چال بازیوں سے دھوکہ دے کر اسلام کے علمبرداروں کو شکست سے دوچار کر دیتے ہیں۔ اور جمہوریت کی خدمت کیلئے اقتدار کی مسند تک رسائی حاصل کرنے میں



کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقت کو عقل کے اندھوں کے سوا ہر کوئی ذی شعور فرد تسلیم کرتا ہے کہ مروجہ انتخابات کے ڈرامے میں بحیثیت پارٹی جیت جانا دولت، طاقت اور منافقت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ تو کیا مذہبی جماعتیں انتخابات کی یہ فتح حاصل کرنے کیلئے دولت، طاقت اور منافقت کے ان مروجہ معیارات تلاش کو اپنانے کے لیے تیار ہیں۔۔۔؟ اور کیا دولت اور طاقت کے ان مروجہ معیارات کے حصول کیلئے مطلوبہ طور طریقے اور ذرائع اپنانے پر آمادہ اور منافقت میں مطلوبہ مہارت حاصل کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔۔۔؟ ظاہر ہے کہ نہیں! کیونکہ یہ تمام معیارات اور اس کے حصول کے طریقے اسلام کے احکامات کے صریحا خلاف ہیں۔ اور یہ سب کچھ کر گزرنے کے بعد آخر وہ کونسا اسلام ہوگا جس کے نفاذ کیلئے انتخابات کا جیتنا ضروری ہو۔۔۔ جمہوریت کے ان معیارات کو اپنانا اسلام کے خلاف ہے اور ان مروجہ معیارات پر پورا اترے بغیر انتخابات جیتنا ناممکن۔۔۔! تو پھر کیا ہے اسلام کے نام پر اس صریحا طاغوتی جمہوری انتخابی ڈرامے میں بھرپور شرکت کی دلیل اور جواز۔۔۔؟؟

رہی انتخابی ڈرامے میں شرکت کی یہ بھونڈی دلیل کہ مذہبی جماعتوں کے انتخابی عمل میں اس شرکت سے اس جمہوری عمل کی اصلاح ممکن ہو سکے گی۔ تو مذہبی جماعتیں جمہوریت پر اسلام کا رنگ کیا چڑھاتیں۔ جمہوریت کے اس حمام میں وہ واعظان قوم بھی ننگے ہو کر رہ گئے جو اس حمام جمہوریت میں سب کے سب ایک ساتھ ننگے ہونے پر معترض تھے۔ مذہبی جماعتوں کے جلسوں اور جلوسوں میں بھی وہ تمام رنگ نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں جو بے دین جمہوری کچھر کا خاصہ ہوا کرتے ہیں اور جن کا اسلام سے دور کا بھی کوئی تعلق اور کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

انتخابات کے راستے پر گامزن اسلامی انقلاب کے سہانے خواب دیکھنے والے مذہبی رہنماؤں کی کم ہمتی سطح بینی اور عاقبت ناندیشی اور ان کی ہر بات پر بلا سوچے سمجھے سمعنا و اطعنا کہنے والوں کی اندھی تقلید نے بحیثیت مجموعی تمام مذہبی تنظیموں کو جس راستے پر لگا دیا ہے، وہ اسلامی انقلاب کا راستہ نہیں بلکہ یہ باطل جمہوریت کی ہر شرط ہر بے اصولی اور اسکے وجود تک کو تسلیم کر کے

اسے مزید تقویت پہنچانے اور اسے ہمیشہ کیلئے قوم کی گردن پر مسلط کر دینے کی روش ہے۔۔۔! جمہوری انتخابی اکثریتی فلسفہ کی مثال پشاور جانے والی اس ٹرین کی مانند ہے جس میں ہم سب سوار ہیں لیکن ہماری منزل مقصود کو نہ ہے تو ہم صریح غلطی کے مرتکب ہو چکے ہیں جمہوری انتخابی عمل وہ بندگی ہے جہاں سے اسلامی انقلاب کے گلستان کی طرف کوئی راستہ۔۔۔ کوئی کھڑکی۔۔۔ اور کوئی دروازہ نہیں کھلتا۔۔۔!! اور ہم انتخابات کی اس بندگی میں مسلسل اور بے معنی چکر لگا کر نہ صرف اپنے قیمتی وسائل اور وقت ضائع کر رہے ہیں بلکہ اسلام کے نام پر آج بھی آتش نمرود میں کود جانے کو حوصلہ رکھنے والے ان نوجوانوں کے قابل قدر جذبوں اور صلاحیتوں کو بھی مٹی میں ملا رہے ہیں جو باطل کا مقابلہ کرنے والے قافلہ حق کی اصل قوت ہو کرتے ہیں۔

مذہبی جماعتوں کی طرف سے انتخابات میں شرکت کے اس عمل کو حق اور باطل کا مقابلہ اور کشمکش ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ باطل حق کی اس سادہ لوحی کو اچھی طرح سمجھ رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ انتخابات میں شرکت کے جس عمل کو مذہبی جماعتیں حق اور باطل کی کشمکش سمجھ رہی ہیں وہ تو ان کی طرف سے سادہ لوحی پر مبنی وہ اقدامات ہیں، جن سے باطل کو مزید تقویت مل رہی ہے۔۔۔ اسے تسلیم کیا جا رہا ہے۔۔۔ اور اسے برابری کا درجہ دے کر نفاذ کا حق دیا جا رہا ہے۔۔۔! باطل کو حق کے اس جہاد پر کوئی اعتراض نہ کبھی تھا۔۔۔ نہ اب ہے۔۔۔ اور نہ کبھی رہے گا۔!

حق اور باطل کی اصل کشمکش کا آغاز اس وقت ہو گا جب اسلام کے سرفروش مجاہدوں کا رخ باطل جمہوریت کو تقویت پہنچانے کیلئے بنائے گئے انتخابی میدان سے ان محلات کی جانب مڑے گا جہاں جمہوریت کا بت پوری شان تکبر کے ساتھ اپنے پوجنے والے پجاریوں سمیت موجود ہے۔۔۔ جہاں سے ایک ایک راسخ العقیدہ مسلمان مجاہد کی نگرانی کی جاتی ہے۔۔۔ جہاں اسلام کے انقلابیوں کو کچلنے کیلئے صلاح و مشورے کئے جاتے ہیں۔۔۔ جہاں سے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف زبان و قلم سے ہرزہ سرائی کرنے

والوں کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ جہاں سے گستاخان رسول ﷺ کو اسلام دشمن مغرب کی حفاظت میں دینے کے احکامات جاری ہوتے ہیں۔۔۔ جہاں سے سچے اور پکے مسلمانوں پر دہشت گردی، بنیاد پرستی اور شدت پسندی کی پھبتیاں کس کر انہیں مطعون کیا جاتا ہے۔۔۔ جہاں جمہوریت کی بالادستی اور اسلام کے ایک نقش کو مٹا دینے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔۔۔!

حق و باطل کی کشمکش کا اصل میدان وہی ہوگا۔ انتخابات کا میدان تو صرف باطل کا میدان ہے جو مسلمان کے دین و ایمان میں شگاف ڈال کر بنایا گیا ہے۔۔۔ اور ان ہی کے سینوں پر مونگ دلی جا رہی ہے۔۔۔!!

.....☆☆☆.....

## اسلامی جمہوریت۔۔۔ ایک اور خود فریبی!

یہ اصطلاح یا تو جمہوریت کے وہ دلال استعمال کرتے ہیں جو سادہ لوح مسلمانوں کو جمہوریت کا زہر اسلام کے خوشنما اور دلکش کپسول میں دے کر ان کے دین و ایمان کا خون کرنا چاہتے ہیں۔ یا پھر وہ لوگ جو یا تو طاغوتی جمہوری نظام کے غلغلے کے نفسیاتی اثر سے ابھی تک مکمل طور پر نکل نہیں پائے یا شاید وہ اسلام کو دین کامل کے طور پر قبول کرنے پر تیار نہیں۔ اور وہ یہ کی جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کر کے پوری کرنا چاہتے ہیں۔ جمہوریت کے ساتھ اسلام کا لفظ لگا کر یہ سمجھ لینا کہ شاید اب جمہوریت مشرف بہ اسلام ہو گئی ہے بالکل ایسا ہے کہ غلاظت کے ڈھیر پر خوشنما پردہ ڈال کر اس پر اسلامی غلاظت نام کی تختی لگا دی جائے۔

جمہوریت کو اسلامی بنانا جمہوریت کے بعض طریقوں میں اصلاح کی بات کرنا یا متناسب نمائندگی کی شرط پر اسے قبول کرنا خود اپنے آپ اور پوری قوم کو دھوکہ دینے اور وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیونکہ جمہوریت کا کوئی اصول جمہوریت کا کوئی ضابطہ یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقام کے تعین کے بارے میں جمہوریت کا تصور بھی اسلام سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا اور جب اصل صورت حال یہ ہے تو آخر ہم مغرب کی اس داشتہ کی سحر انگیزیوں بلکہ شر انگیزیوں سے خود کو آزاد کیوں نہیں کر لیتے۔۔۔؟ کمبل میں شال کا ٹکڑا لگا دینے سے آخر ہم اس کمبل کو شال باور کرانے پر کیوں بضد ہیں۔۔۔؟ اگر ہم اسلامی نظام کو واقعی دل سے ایک مکمل اور باعث خیر و فلاح نظام سمجھتے ہیں تو ہم اس کی طرف رجوع کر کے اس کو نافذ کرنے کیلئے انقلابی قدم کیوں نہیں اٹھاتے۔۔۔؟

طاغوتی نظام جمہوریت کے ساتھ اسلام کا لفظ لگا دینا اس بات کا ثبوت فراہم نہیں کرتا موجودہ نظام واقعی باعث خیر و برکت ہے اسلامی نظام کو بالفعل نافذ کر کے اس کے فوائد اور ثمرات سے پورے ملک و قوم کا نقشہ بدل کر رکھ دینا اس وقت اہم ترین ضرورت ہے اور قوم کے نوجوانوں کو اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لیے اب کھڑے ہو جانا چاہیے اور جمہوریت کے طاغوتی نظام کے

خلاف علم بغاوت بلند کرنا چاہیے یقیناً ایک طاغوتی اور باطل نظام ہے۔۔۔!!

**جمہوریت۔۔۔۔۔ دور جدید کا سب سے بڑا بت**

جمہوریت کو دور جدید کا سب سے بڑا بت قرار دینا کسی وقتی جذباتی پہچان کا نتیجہ ہرگز نہیں۔ اور نہ یہ کسی ذاتی بغض و عناد کا اظہار ہے۔ میں اس سلسلہ میں غیر جانبداری کا دعویٰ کر کے اپنے موقف کو درست باور کرانے کی کوشش بھی نہیں کروں گا کیونکہ یہ یقین مرے ایمان کا ناگزیر حصہ ہے کہ حق اور باطل کے درمیان غیر جانبدار ہونے کا دعویٰ کرنے والا منافق کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور درحقیقت وہ بھی اپنے بنیادی خمیر اور کارگزاری کے اعتبار سے باطل ہی ایک حصہ ہوتا ہے۔ جمہوریت کو دور جدید کا سب سے بڑا بت قرار دینا میری بقائمی ہوش و حواس ایک سوچی سمجھی رائے اور یقین ہے۔ میری اس رائے اور یقین کی بنیاد اس آفاقی حقیقت قرآن پر قائم ہے۔ جس نے اسلام کو واحد برحق دین کا درجہ دے کر اس کے مقابلے میں دوسرے تمام ادیان، نظریات، قوانین اور نظام ہائے زندگی کو کافرانہ، باطل، طاغوتی اور مختلف صورتوں میں پوجے جانے والے بت قرار دیا ہے۔

دین اسلام اللہ تبارک و تعالیٰ کی بندگی کا نام۔! اور اس کے علاوہ باقی تمام نظام طریقے اور ضابطے نفسانی خواہشات اور ذاتی مفادات کے جذبے کے تحت دراصل ان قوتوں کی بندگی کا حق ادا کرنے کے مختلف انداز ہیں جن قوتوں نے یہ طریقے اور نظام انسانی پر اپنی حکمرانی قائم کرنے کیلئے ایجاد کئے ہیں۔ دور جدید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کیلئے تجویز کردہ اسلامی نظام کے مقابلے میں سب سے زیادہ ڈھٹائی اور طنطنے کے ساتھ کھڑا ہونے والا نظام جمہوریت ہی ہے۔ جو نہ صرف اپنے غلیظ اور بھیانک چہرے پر منافقت کی سرخی پاؤ ڈر لگا کر پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کی نظروں کو خیرہ کر رہا ہے بلکہ کئی مسلم ممالک پر عملاً قبضہ کر کے ان کے دین و ایمان کے جنازے نکال رہا ہے۔

عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان اس کے مذہبی لیڈروں فہیم عناصر اور اسلام کیلئے ہر وقت

ہر قربانی دینے کیلئے تیار نو جوانوں کو جمہوریت کو محض ایک انتخابی طریقہ سمجھنے کی اپنی غلط فہمی اب دور کر لینی چاہئے۔ جمہوریت صرف ایک انتخابی عمل یا انتظامی طریقے کا نام نہیں بلکہ یہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ کیلئے ایک مکمل شیطانی پروگرام رکھنے والے اور اس پروگرام کو ہر قیمت پر عملی جامہ پہنانے والے مکمل نظام کا نام ہے۔ اور جمہوریت کا یہ شیطانی منصوبہ اپنی تمام تر جزویات اور تفصیلات سمیت بالکل واضح طور پر ہمارے سامنے ہے۔ جمہوریت ہر سوچ اور ہر فکر کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم کامل پر مبنی رہنمائی سے آزاد کر کے اسے ذاتی خواہشات اور نفسانی جذبات کے کھلے میدان میں چھوڑ کر بے لگام کر دینا چاہتی ہے۔ اور ان سفلی جذبات اور ذاتی خواہشات کے دو دھاری خنجر سے صالح عقائد، نظریات اور اقدار کا خون کر کے جنسی جنونیت اور دولت و اقتدار کے بے قید حرص و ہوس کے ذریعے پورے معاشرے کو جہنم کا نمونہ بنا دینا چاہتی ہے۔۔۔ اللہ کے بجائے عوام کو حق حاکمیت کی تفویض۔۔۔ الہی قانون کے بجائے انسانی قانون کے نفاذ پر اصرار۔۔۔ اخلاق و کردار کے جوہر سے عاری ڈاکو نمراہبروں کا مسلمانوں پر تسلط۔۔۔ سودی نظام کو جاری رکھنے کی ضد۔۔۔ عالم و جاہل با کردار و بد کردار اور صالح و زانی سب کیلئے یکساں مواقع کی فراہمی۔۔۔ قاہرہ کانفرنس کا ایجنڈا۔۔۔ خاندانی منصوبہ بندی کی منصوبہ بندی۔۔۔ الیکٹرانک اور پریس میڈیا کے ذریعے سفلی جذبات کو براہیختہ کرنے کی مہم۔۔۔ اور ڈش اور وی سی آر کے ذریعے پورے معاشرے کو قبحہ خانہ بنانے کا عمل۔۔۔ اسی طاغوتی جمہوری نظام کے شیطانی پروگرام کے واضح منصوبے نہیں تو اور کیا ہیں۔۔۔؟

یہ اہم نکتہ ذہن میں رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو یہ مذہب بنا کر نہیں ایک مکمل دین کے طور پر منتخب اور پسند کرنے کا فیصلہ کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے رہتی دنیا کے انسانوں کی ہدایت کیلئے بھیجا۔ اسلام صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسی ان عبادات کا نام ہرگز نہیں جو پوری دنیا کو درمیان سے نکال کر محض اللہ تبارک و تعالیٰ اور بندے کے باہمی تعلق کا وسیلہ بنتے ہیں۔

اسلام وہ مکمل دین اور دستور حیات ہے جو تمام شعبہ ہائے زندگی کیلئے انتہائی واضح پروگرام، قواعد و ضوابط اور اصول ان کی تمام تر تفصیلات کے ساتھ فراہم کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور بندے کے درمیان تعلق کا تقاضا اللہ کے نزدیک صرف یہ ہرگز نہیں کہ اللہ کا بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں پر اس کیلئے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسی عبادات کی ادائیگی پر ہی اکتفا کرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنے تعلق کو کامل و مضبوط خیال کرنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے۔ اللہ کی بندگی کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ عبادات کے ساتھ ساتھ زندگی کے ہر شعبے۔۔۔ اپنے تمام معاملات کے ہر بنیاد۔۔۔ اور دنیا میں اپنے کردار کے ہر انداز کو دین اسلام کے بتائے ہوئے قواعد و ضوابط کے سانچے میں ڈھال کر اذخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً کے تقاضوں کی کلی تکمیل کر دی جائے۔ اللہ کے بندوں کا نظام حکومت اللہ کے عطاء کردہ نظام کے مطابق چلتا ہو۔۔۔ ان کا قانون اللہ کا دیا ہوا قانون۔۔۔ تمام شعبوں سے متعلق ذمہ دار افراد کا معیار اسلام کا بتایا ہوا معیار ہو۔۔۔ نظام معیشت کی بنیاد اسلام کے استحصال سے پاک اصولوں پر استوار ہو۔۔۔ نظام تعلیم اسلام کے دیئے گئے نظریاتی خطوط پر چل رہا ہو۔۔۔ نظام عدل و انصاف اللہ کے بتائے ہوئے عادلانہ طریقوں کے مطابق قائم ہو۔۔۔ دولت کی تقسیم اسلام کے مساویانہ مواقع کی فراہمی کے اصول پر ہو۔۔۔ بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی اسلام کے حکم کے مطابق حکومت کی ذمہ داری ہو۔۔۔ اور معاشرے کا اخلاقی ڈھانچہ اسلام کے بتائے ہوئے عفت و عصمت اور شرم و حیا کے ستونوں پر کھڑا ہو۔۔۔!

لیکن جمہوریت کے شاطر دلالوں نے مسلمانوں کی بے علمی اور سادہ لوحی کا خوب خوب فائدہ اٹھا کر کمال ہوشیاری کے ساتھ اسلام کو دین کے بجائے ایک مذہب تک محدود کر دیا۔ اور ریاست سے کے تمام شعبہ ہائے زندگی کو اپنے شیطانی ضابطوں اور خود ساختہ اصولوں کے شکنجے میں جکڑ دیا۔ دین کا علم رکھنے والوں پر ملا کی پھبتی کس کر انہیں ریاستی معاملات اور سیاست یکسر بے دخل، اور اسلام پرفر سودہ اور پرانے خیالات کا لیل لگا کر حکومت کے تمام شعبوں پر اس کے انتہائی

صالح اور مفید اثرات مرتب ہونے کے عمل کو بالکل ناممکن بنا دیا۔۔۔ جن افراد کو اللہ تعالیٰ نے نظام حکومت چلانے کا اصل حقدار اور اہل بتایا جمہوریت نے انہیں تسبیح اور مصلے پر قناعت کا سبق دے کر مسجد اور حجرے تک محدود کر دیا۔۔۔ جس سود کو حرام قرار دے کر اس پر اصرار کو اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ قرار دیا گیا جمہوریت نے اسے معیشت کی ریڑھ کی ہڈی بنا کر ہر فرد کے پیٹ تک پہنچا دیا۔۔۔ جمہوریت نے عفت و عصمت اور حیا کو دقیانوسیت کا نام دے کر مادر پدر آزاد کلچر کے ذریعے پورے معاشرے کو شرم و حیا سے عاری اور آزادانہ جنسی اختلاط کا دلدادہ بنا دیا۔۔۔ جمہوریت نے جذبہ جہاد و شہادت کو دہشت گردی اور بنیاد پرستی خطابات سے نواز کر ایسے مجاہد سرفروشنوں کو ریاستی کے جبر کے ذریعے کچل کر رکھ دینے کی روش اپنائی۔۔۔

جمہوریت! زندگی کے ہر شعبے سے اسلام کے اثرات کو مٹا دینے کے درپے ہے۔۔۔ جمہوریت! ریاستی عوام کی زندگی میں اسلامی رنگ دیکھنے کی ہرگز روادار نہیں۔۔۔ دین جمہوریت پورے معاشرے کو دین اسلام کے تمام ضابطوں سے آزاد کر کے اسے اپنے ضابطوں اور اصول و قواعد کا غلام بنا دینا چاہتا ہے۔۔۔ جمہوریت! مسلمانوں کے دین و ایمان کو غارت کر دینے والا دور جدید کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔۔۔!! جمہوریت اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقابل کھڑا کیا گیا دور جدید کا سب سے نمایاں طاغوتی نظام ہے۔۔۔!! جمہوریت! دور جدید کا سب سے بڑا بت ہے۔۔۔!!

.....☆☆☆.....



خالد بن ولید، محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی، اسامہ بن لادن،

علامہ عبدالرشید غازی کے بیٹا انقلاب کے لیے کھڑے ہو جاؤ

تاریخ انسانی کے ہر دور میں کوئی نہ کوئی طاغوت اللہ کی وحدانیت کے مقابلہ میں شرکت کی واضح اور بدترین صورت لئے اولاد آدم کو گمراہ کرتا رہا ہے۔ اور اس دور کے لوگوں کی اکثریت اپنے جہل اور لاعلمی کی وجہ سے وقت کے ان طاغوتوں کو اپنا نجات دہندہ اور خیر و فلاح کا ذریعہ سمجھتی رہی ہے۔ دراصل یہ طاغوت اللہ تبارک و تعالیٰ کے تجویز کردہ صالح نظام قوانین اور طور طریقوں کے مقابلہ میں نفسانی خواہشات پر مبنی اپنے ناقص ذہن کے تخلیق کردہ نظریات افکار اور نظام ہائے زندگی کے مطابق لوگوں کے معاملات کو چلانے پر بضد رہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کو یہ ہرگز گوارہ نہیں کہ اسی کا پیدا کردہ کوئی انسان اٹھ کر اس کے مقابلہ پر آجائے اور اس کی ہمسری کا دعویٰ کرنے لگے، وہ کام جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ذمے لیا ہے کوئی اس میں دخل اندازی کر کے اپنے آپ کو اس کا شریک گردانے۔۔۔ یا خود کو اس جیسا ظاہر کرنے اور اس جیسا بتانے کے گھمنڈ میں مبتلا ہو۔۔۔

گئے زمانوں میں جب بھی کسی طاغوت نے اللہ کی برابری، اس کے اختیارات میں شرکت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں اور نظاموں کے مقابلہ میں اپنے ایجاد کردہ خود ساختہ طریقوں اور نظام کے مطابق چلانے پر اصرار کیا۔۔۔ اور جب اس کی یہ بغاوت اور سرکشی حد سے تجاوز کر گئی۔۔۔ تو اپنی توحید کا علم سر بلند رکھنے، اپنے نظام حق کو روئے زمین پر جاری و ساری کرنے۔۔۔ اور ایسے سرکش، باغی اور الوہیت کی دعویدار طاغوتی قوتوں کو پیوند خاک کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور پیغمبر دنیا میں بھیجے اور ان سے ان سرکشوں کی سرکوبی اور قیام دین حق کا کام لیتے رہے۔ نبوت کے اختتام کے بعد اس ذمہ داری کو امت مسلمہ کے ہر فرد کا فرض بنا دیا گیا۔ رسول ﷺ کے زمانے سے لے کر اب تک کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ حق و باطل کی یہ کشمکش ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ہر زمانے میں

طاغوت صورتیں بدل بدل کر لوگوں کو اپنا غلام بناتا رہا۔۔۔ اور امت کے حق شناس اور حق پرست مجاہد ایسے طاغوت سے برابر ٹکر لیتے رہے۔۔۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں باطل کے بت اللہ تبارک و تعالیٰ کی الوہیت کے مقابلے میں ایستادہ (کھڑے) کئے جاتے رہے۔۔۔ اور اس دور کے بت شکن اپنی بت شکنی کا فرض پورا کرتے رہے۔۔۔!

موجودہ وقت بھی ازل سے جاری و ساری زمانے کا ایک دور، جہاں وقت کے آزر بد ستور اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔۔۔ ایک اللہ کی وحدانیت کے سامنے اپنی جبینین جھکا دینے والے بھی موجود ہیں۔۔۔ اور نفس و شیطان ذاتی خواہشات اور نسلی و لسانی تعصبات کے بتوں کو پوچنے والوں کی بھی کوئی کمی نہیں۔۔۔ اسلامی نظام کا علم بلند کرنے والے بھی بہت ہیں۔۔۔ اور طاغوتی جمہوری نظام کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے بھی بے شمار۔۔۔ وقت کے فرعون بھی اپنے دعویٰ الوہیت کے ساتھ سیدہ تانے کھڑے ہیں۔۔۔ اور نمرود کی بھڑکتی ہوئی آگ بھی کسی ابراہیمؑ کی راہ تک رہی ہے۔۔۔۔!

لیکن وقت کی ان بالا دست طاغوتی قوتوں سے نمٹنے کیلئے خالد بن ولیدؓ محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبیؒ، اسامہ بن لادنؒ، علامہ عبدالرشید غازی شہیدؒ کو آواز دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔ ان کے ذمہ ان کے زمانے میں جو کام لگا دیا گیا تھا، وہ اپنا کام پورا کر کے اپنے رب کے پاس جا چکے۔۔۔ باطل کے جن بتوں کو ریزہ ریزہ کر دینا ان کے سپرد کیا گیا تھا۔۔۔ وہ اپنی وہ ذمہ داری بحسن و خوبی پوری کر کے راہ دنیا سے گزر چکے۔۔۔!!

اللہ تبارک و تعالیٰ کی مشیت یہ ہے کہ ہر دور کے فرعون کے راستے میں اس دور کا کوئی موسیٰؑ کھڑا ہو جائے۔۔۔ ہر زمانے کے نمرود کی آگ میں کودنے کیلئے اس زمانے ہی کا کوئی ابراہیمؑ آگے بڑھے۔۔۔ ہر دور کے بت اسی دور کے بت شکنوں کے ہاتھوں مسما رہوں۔۔۔ اور ہر زمانے کے طاغوت اسی زمانے کے سر پھرے اور سر بکف مجاہدوں کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچیں۔۔۔!!

وقت کے طاغوت کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر مسلم نوجوان کو محمد بن قاسم، اسامہ بن لادن، علامہ عبدالرشید غازی شہید، بن کر اللہ کے دشمنوں پر اللہ کی زمین تنگ کرنا ہوگی۔۔۔ دین اسلام کو دنیا کا مقدر بنانے کیلئے خالد بن ولید بن کرباطل کے دروہام پر لرزہ طاری کر دینا ہوگا۔۔۔ اور ہر طاغوتی قوت سے مسلسل برسر پیکار رہنے کیلئے صلاح الدین ایوبی جیسی بہادری، ہمت اور حوصلہ پیدا کرنا ہوگا..... کل فرعونیت اور نمرودیت کی جھوٹی الوہیت کو پیوند خاک کرنے کا مشن حضرت موسیٰ و حضرت ابراہیم علیہما السلام کے حوالے تھا.... اور آج جمہوریت کے اس سے بڑے بت پر تیشہ چلانے کے لیے اسلامی انقلاب کے دیوانوں مستانوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے

.....☆☆☆.....

## ﴿اسلامی انقلاب کے لئے کوشش کیوں فرض ہو چکی؟﴾

- ☆..... جب اسلامی نظام کے لئے بننے والے ملک میں انگریزی نظام کا راج ہو۔
- ☆..... جب عدالتوں میں انگریزی نظام رائج ہو اور قرآن و سنت سے پہلو تہی ہو۔
- ☆..... جب سودی نظام نے معیشت کو تباہ کر دیا ہو اور ملک پندرہ ہزار ارب کا مقروض ہو چکا ہو۔
- ☆..... جب کراچی میں مسلمانوں، علماء و طلباء کا قتل عام ہو۔
- ☆..... جب بلوچستان تباہی کے دہانے پر کھڑا ہو۔
- ☆..... جب خیبر پختونخواہ جل رہا ہو۔
- ☆..... جب چوروں ڈکیتوں کا راج ہو۔
- ☆..... جب مسلمانوں کا قتل عام ہو اور حکمران صرف مذمت کر رہے ہوں۔
- ☆..... جب چیف جسٹس انصاف دلانے میں بے بس نظر آ رہے ہوں۔
- ☆..... جب غریب روٹی، کپڑے، مکان کو ترس رہا ہو۔
- ☆..... جب حکمران ملک کو لوٹنے پر لگے ہوں۔
- ☆..... جب حکمرانوں کے کھوکھلے دعووں سے قوم تنگ آ چکی ہو۔
- ☆..... جب قوم کا بڑا ایک طبقہ حب الدنیا و کراہیت الموت کا شکار ہو۔
- ☆..... جب چینلوں رسائل وغیرہ کے اندر بے حیائی، فحاشی عام ہو۔
- ☆..... جب ملک میں لاکھوں بدکاری کے اڈے قائم ہوں۔
- ☆..... جب پاکستان میں وزیراعظم، صدر، وزراء قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی، علماء اور طلباء، پروفیسر، وکلاء، فوجی جوان، پولیس، صحافی کسی کی جان محفوظ نہ ہو۔
- ☆..... جب موجودہ سیاستدانوں کے پاس اور جمہوری نظام میں کراچی، بلوچستان، اور قبائل کے مسائل کا حل صرف زبانی جمع خرچ کے علاوہ نہ ہو جب پاکستان کے سابق جرنیل شاہد عزیز بھی یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ جمہوری اور فوجی نظام گند ہی گند ہے۔ اور پاکستان میں صرف اور صرف اسلامی انقلاب کی ضرورت ہے۔

؟

کیا اس صورت میں اسلامی انقلاب کی کوشش فرض عین نہیں ہو جاتی۔

## اسلامی نظام کا در در کھنے والوں سے چند ضروری گزارشات

از: مولانا محمد العزیز غازی

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو مسلمانوں کے مسائل کی فکر نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں اگر آٹھ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے آج پورا ملک اور پوری دنیا ظلم و ستم کی آماج گاہ بنی ہوئی ہے ہر طاقت والا کمزور پر ظلم و ستم ڈھا رہا ہے اور اسلامی نظام نہ ہونے کی وجہ سے حالات انتہائی دگرگوں ہیں عدالتیں جہاں سے لوگوں کو انصاف ملنا تھا قرآن و سنت کا نفاذ نہ ہونے کی وجہ سے عدالتوں سے انصاف نہیں مل پاتا انصاف کے حصول کے لیے لاکھوں کروڑوں روپے اور کم از کم درس پندرہ سال کی ضرورت پیش آتی ہے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بہترین عمل فرائض کے بعد مسلمانوں کا دل خوش کرنا ہے اس کا قرضہ ادا کر کے اس کو کھانا کھلا کر اس کو کپڑے پہنا کر ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان کی حاجت کو پورا کرنے کے لیے نکلتا ہے تو اس کے ایک قدم پر ستر نیکیاں اس کو ملتی ہیں ستر گناہ معاف ہوتے ہیں اور اگر وہ کام اس کے ذریعے سے پورا ہو جائے تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کام کے دوران اگر اس کی جان چلی جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو بلا حساب و کتاب کے جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے اس لیے تمام ان لوگوں سے جو اسلامی نظام کا در در رکھتے ہیں گزارش ہے کہ چند چیزوں کا خصوصی اہتمام فرمائیں

(۱) راتوں کو اٹھ کر تہجد میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے امت مسلمہ اور اسلامی نظام کے لیے خوب آہ زاری کرنا۔

(۲) اسلامی نظام کے لٹریچر کو خوب غور سے پڑھیں اور اسلامی نظام کی فکر کو عام کریں۔

(۳) اسلامی نظام کے لٹریچر کو خرید کر اور چھپوا کر خوب عام کریں۔

(۴) اگر آپ وکیل ہیں اور اسلام سے واقفیت رکھتے ہیں اور اسلامی نظام کو چاہتے بھی ہیں تو تحقیق کر کے برطانوی نظام کے نقصانات اور اسلامی نظام کے فوائد پر مضامین لکھیں اور اس کو

خوب عام کریں۔

(۵) اپنے علاقے میں علماء کرام اور معززین کی جماعتیں بنا کر غریبوں کے تعاون کی طرف قدم بڑھائیں غریبوں اور عوام پر ظلم نہ ہونے دیں جو ظلم کر رہا ہو اس کو جا کر پیار سے سمجھائیں پھر بھی نہ مانے تو علماء اور معززین مل کر اس کا بائیکاٹ کریں اور علاقے کے تھانے دار سے مل کر اس کو ظلم سے روکیں۔

(۶) علاقے میں بدکاری کے اڈے چل رہے ہوں تو علاقے کے معززین اور علماء مل کر پہلے ان اڈوں کے مالکان کے پاس جائیں اور انہیں جنت کے مناظر بتلا کر اور جہنم کی ہولناکیاں بتلا کر اس کام سے رکنے کا کہیں پھر بھی نہ کریں۔ تو علماء اور معززین علاقہ مشورہ کر کے مسجد میں یہ اعلان کریں کہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی بھی میل جول نہ رکھے اور کوئی بھی خرید و فروخت نہ کرے اور تھانوں میں جا کر تھانے والوں سے کہیں کہ اس بدکاری کے اڈوں کو ختم کریں نہیں تو علماء کرام اور اہل علاقہ مل کر اس اڈے کے سامنے دھرنا دیں گے اور ذکر کی محفل قائم کریں گے اور جب تک یہ اڈہ ختم نہ ہوگا یہ دھرنا جاری رہے گا۔

(۷) تمام علاقوں میں غریبوں کے تعاون کے لیے مساجد اور مدارس میں مراکز بنائیں اور دفتر بنائیں اور وہاں ایک رجسٹر بنائیں کہ علاقے کے جس انسان پر ظلم اور زیادتی ہو وہ یہاں آ کر اپنے ظلم اور زیادتی کا اندارج کرے پھر علماء اور اہل علاقے کے معززین مل بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کریں اور ضرورت پڑے تو تھانے میں چلے جائیں۔

(۸) ہر علاقے میں ایک بیت المال قائم کریں اور لوگوں کو ترغیب دیں کہ اپنا زائد از ضرورت مال جو گھروں میں بیکار پڑا ہے یعنی کپڑے، برتن، جوتے اور ضروریات زندگی اس کو یہاں بیت المال میں جمع کروائیں اس کے ساتھ ہر مہینے رقم اور جنس کی صورت میں چینی، دال، آٹا، گھی وغیرہ جمع کروائیں پھر خوب تحقیق سے علاقے کے غریبوں کی فہرست بنائیں اور انہیں ایک تعاون کارڈ جاری کریں اور ماہانہ ان کا تعاون کریں۔

(۹) علاقے میں ترغیب دے کر نظام صلاۃ قائم کریں تاکہ اللہ رب العزت کی رحمتیں متوجہ ہوں اور نمازوں کے اوقات میں دکانیں بند کروائیں اور نیک صالح نوجوان ان دکانوں کی نگرانی کریں۔

(۱۰) علاقے میں ترغیب دے کر بے حیائی فحاشی کے سائن بورڈ اور بینرز جو ایمان کی بربادی ہیں ان کو ختم کروائیں جو ترغیب سے نہ مانیں تو علماء اور معززین علاقہ بیٹھ کر مشورہ کر کے اس شخص سے بائیکاٹ کا اعلان کریں اور لوگوں سے کہیں کہ اس شخص سے اس وقت تک خرید و فروخت نہ کریں جب تک یہ گندابورڈ نہ ہٹا دے۔

(۱۱) علاقے میں مشورہ سے شادی بیاہ اور گانے باجے پر فائرنگ پر پابندی لگائیں اس کو ترغیبار وکیں اور یہ کہے دیں کہ جو گانے باجے اور رقص و سرور کی محفلیں قائم کرے گا تو خصوصاً علماء اور معززین اس سے قطع تعلق کریں گے اور زہرا اور توبینا یہ بھی کہیں کہ اگر یہ مر گیا تو نیک اور صالح لوگ اس کا جنازہ نہ پڑھیں گے انشاء اللہ اس کا اثر ہوگا پورے ملک میں بھتہ خوری اغواء، ظلم و ستم، عام ہے اور گندے لوگوں نے اپنی طاقت بنا کر ظلم و ستم کا بازار گرم کیا ہوا ہے تو اہل دین کو چاہیے کہ وہ بھی وہ بھی اپنی طاقت بنائیں اور ضرورت پڑے تو اسلحہ کو لائسنس خریدیں اور ظلم و ستم کے سامنے ایک مضبوط دیوار بن جائیں اور طاقت والا جتنا بھی مضبوط کیوں نہ ہو اس کی طاقت سے نہ گھبرائیں اس لیے کہ حق والے تھوڑے ہی کیوں نہ ہو اور ان کی طاقت کم ہی کیوں نہ ہو ان کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے ہمارے علاقے روجھان، کچے کے علاقے میں اسی نوے ڈاکوؤں نے پورے علاقے کو رینمال بنایا ہوا تھا پانچ پانچ سو پولیس والے ان کے سامنے بے بس تھے چند نوجوان ان کے سامنے کھڑے ہوئے اسی نوے طاقت ور ڈاکو پسا ہوئے علاقہ چھوڑ کر چلے گئے تبلیغی جماعت میں نکل گئے اور پولیس کی رپورٹ یہ ہے کہ ان کے چنگل سے ۱۲۰ بچیاں آزاد ہوئیں جن بچیوں کو انہوں نے اغواء کر رکھا تھا ان کے ساتھ ظلم و ستم کر رہے تھے۔ اور یاد رکھیں کہ حالات بدلنے والے ہیں جتنا عمر بڑھ رہا ہے اتنا بڑا ایسر بھی آنے والا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا

قانون ہے۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا . اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (القرآن)

اور یاد رکھیں کہ اللہ کا قانون نہیں بدلتا اگر عسر کا دور ہے تو یسر کا دور بھی آئے گا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تِلْكَ الْآيَاتُ نُنَادِ بِهَا لَهَا بَيْنَ النَّاسِ کہ یہ دن ہم پلٹتے رہتے ہیں اگر آج کے دن ظالم اور جابروں کے حق میں ہیں تو ایک دور آنے والا ہے کہ دن نیک اور متقی لوگوں کے حق میں بھی ہوں گے اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ”وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا“ کہ اللہ کی سنت اور اللہ کے قانون تبدیل نہیں ہوتے بہت جلد اسلامی نظام کا دور آنے والا ہے اور خلافت قائم ہونے والی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیوانے اور اسلامی نظام سے پیار کرنے والے جیلوں اور عقوبت خانوں میں پڑے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سے عظیم کام لینے ہیں اسلامی نظام اور خلافت کے لیے اس لیے ان کو تربیت کے لیے عقوبت خانوں اور جیلوں میں ڈال دیا ہے اور یہی اللہ کی سنت ہے جن سے عظیم کام لینے ہوتے ہیں وہ سخت امتحانوں میں ڈالے جاتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے عظیم کام لینا تھا تو وہ لاپتہ ہو گئے اور جیل پہنچ گئے اور پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سے عظیم کام لیا۔ اس لیے غم زدہ نہ ہوں پریشان نہ ہوں جلد اللہ کی نصرت آنے والی ہے اور جلدی آگے بڑھیں اور اسلامی نظام کی کوششوں کو تیز کریں، اور اس کے لیے چند کتابوں کا مطالعہ کریں۔

﴿۱﴾ اسلامی نظام سارے مسائل کا حل (حضرت مولانا محمد عبدالعزیز غازی)

﴿۲﴾ اسلامی خلافت (مولانا فضل محمد)

﴿۳﴾ اسلامی انقلاب کی کوشش کیوں فرض (ڈاکٹر سید محمد اقبال)

﴿۴﴾ اسلام کا نظام امن (مفتی ظفیر الدین)

﴿۵﴾ اسلام کا نظام (مفتی ظفیر الدین)

﴿۶﴾ برطانوی نظام فروغ جرائم اور تاجرانصاف کا ذمہ دار (انیس الرحمن ایڈوکیٹ)

.....☆☆☆.....

محمد طیب سیرین؛ یکم جمادی الاول ۱۴۳۴ھ